هفت روزه
الفضل
انٹرنیشنل
مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 14 — جمعۃ المبارک 10/اگست 2007ء — 26/رجب 1428 ہجری قمری ❁ 10/ظہور 1386 ہجری شمسی — شمارہ 32

دعا میں جلد بازی نہ کرو

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
تم میں سے کسی کی دعا اس وقت قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلد بازی سے کام نہ لے اور یہ نہ کہتا پھرے کہ مَیں نے دعا کی مگر قبول نہیں ہوئی۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب یستجاب للعبد ما لم یعجل حدیث نمبر 5865)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 41 ویں جلسہ سالانہ کا حدیقۃ المھدی (ہیمپشائر) میں کامیاب وبابرکت انعقاد

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زندگی بخش، ولولہ انگیز، روح پرور خطابات

دوران سال جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا افضال و برکات، جماعتی ترقیات، خدمت دین اور خدمت بنی نوع انسان کے مختلف میدانوں میں عظیم الشان خدمات کی ایمان افروز تفصیلات

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات وفرمودات کے حوالوں سے احباب جماعت کو بیش قیمت نصائح

مستورات سے خطاب میں تاریخ اسلام اور تاریخ احمدیت سے خواتین کی قربانیوں کا ولولہ انگیز تذکرہ

خطبہ جمعہ میں جلسہ سالانہ کے تعلق میں مہمانوں اور میزبانوں کے حقوق وفرائض کی انجام دہی سے متعلق اہم نصائح

بارش اور ناخوشگوار موسم کے باوجود عُشّاقِ خلافت کا حدیقۃ المھدی میں بے مثال روحانی اجتماع۔
موسم کی شدتیں ہمارے ایمان کی گرمی میں کبھی روک پیدا نہیں کر سکیں اور نہ انشاء اللہ کر سکیں گی۔

بچوں، بوڑھوں، مردوں، عورتوں، نوجوانوں، میزبانوں اور مہمانوں سب کی طرف سے صبر وتحمل، نظم وضبط، اولوالعزمی اور وقار جیسے اعلیٰ اسلامی اخلاق اور دینی روایات کے قابل تقلید نمونے۔

اکناف عالم سے 25 ہزار سے زائد افراد جلسہ میں شامل ہوئے۔

15 ویں عالمی بیعت کی پُر مسرت ومبارک تقریب میں 2 لاکھ 61 ہزار 969 افراد اس سال بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔

جلسہ کے ایام میں باجماعت نماز تہجد اور نمازوں کے التزام کے علاوہ مختلف علماء سلسلہ کی ٹھوس اور پُرمغز تقاریر۔
مختلف ممبران پارلیمنٹ اور سرکاری شخصیات کی طرف سے جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور عوامی فلاح و بہبود کے لئے کی گئی مساعی پر خراج تحسین۔

(ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ جلسہ کی کارروائی تمام عالم میں براہ راست نشر کی گئی)

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ برطانیہ کا 41 واں جلسہ سالانہ 27 تا 29 جولائی 2007ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) اپنی عظیم الشان اسلامی روایات کے مطابق حدیقۃ المھدی (ھمپشائر) میں نہایت کامیابی سے منعقد ہوا جس میں دنیا بھر کے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے 25 ہزار سے زائد افراد نے شمولیت کی اور جلسہ کے یہ بابرکت ایام خالص دینی وروحانی ماحول میں ذکر الٰہی اور دعاؤں کے ساتھ گزارے۔ جلسہ سالانہ کی بنیاد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 1891ء میں رکھی تھی اور اس کے اغراض ومقاصد کو آپ نے اپنی زندگی میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے عالمی پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ اب مختلف ممالک میں جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی بابرکت شمولیت کی وجہ سے جلسہ سالانہ برطانیہ ایک مرکزی جلسہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ اس جلسہ کے وسیع پیمانے پر انتظامات کئے جاتے ہیں اور حضور انور ایدہ اللہ کی براہ راست ہدایات کی روشنی میں اور آپ کی نگرانی میں جماعت احمدیہ UK تمام انتظامات کرتی ہے۔

معائنہ انتظامات

روایات کے مطابق جلسہ سے ایک ہفتہ قبل حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنفس نفیس جلسہ کے انتظامات کا معائنہ فرماتے اور کارکنان کو خاص طور پر ہدایات سے نوازتے ہیں۔ چنانچہ 22؍جولائی 2007ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حدیقۃ المہدی (ہمپشائر) میں منعقد ہونے والے 41ویں جلسہ سالانہ برطانیہ کے سلسلہ میں کئے گئے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ مسجد فضل لندن سے روانہ ہوکر پہلے مسجد بیت الفتوح تشریف لے گئے جہاں حضور نے مہمانوں کی رہائشگاہ، لنگر خانہ اور جلسہ کے دفاتر وغیرہ کا معائنہ فرمایا اور منتظمین کو ضروری ہدایات دیں۔

اس کے بعد حضور انور اسلام آباد (ٹلفورڈ) تشریف لے گئے۔ یہاں بھی حضور نے مہمانوں کی رہائشگاہوں، لنگر خانہ، ڈائننگ ہال وغیرہ کا معائنہ فرمایا۔ اسی طرح رقیم پریس کا بھی معائنہ فرمایا اور جو کتب اس جلسہ پر پیش کی جارہی ہیں ان کو بھی ملاحظہ فرمایا۔ بعدازاں حضور انور حدیقۃ المہدی تشریف لے گئے۔

حدیقۃ المہدی میں حضور انور نے پارکنگ، جلسہ گاہ مردانہ و زنانہ، رجسٹریشن اور ایم ٹی اے کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ فرمایا۔ اسی طرح سیکیورٹی پر موجود کارکنان کو ہدایات دیں۔

حدیقۃ المہدی میں مختلف شعبہ جات کے معائنہ کے بعد حضور انور زنانہ جلسہ گاہ والی مارکی میں تشریف لائے جہاں تمام شعبہ جات کے ناظمین اور معاونین ایک انتظام کے تحت جمع تھے۔ اس مارکی کا ایک تہائی حصہ مرد کارکنان کے لئے مخصوص تھا جہاں سٹیج بھی تیار کیا گیا تھا۔ ایک تہائی حصہ خواتین کارکنات کے لئے مخصوص تھا اور ایک تہائی حصہ میں چائے کا انتظام تھا۔ تمام شعبہ جات کے ناظمین کو حضور انور نے شرف مصافحہ بخشا اور پھر حضور انور کے سٹیج پر کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے کے ساتھ معائنہ کی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ معائنہ کی اس تقریب میں سٹیج پر حضور انور کے ساتھ مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت یوکے (افسر رابطہ) مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب (افسر جلسہ سالانہ) اور مکرم عطاء المجیب صاحب راشد (افسر جلسہ گاہ) بھی موجود تھے۔ تلاوت کے بعد حضور انور نے کارکنان سے خطاب فرمایا۔

حضور انور نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج کے دن روایتاً جلسہ کے انتظامات کا معائنہ کیا جاتا ہے، جلسہ سے ایک ہفتہ پہلے۔ اس دفعہ بعض کام بارشوں کی وجہ سے بروقت نہ ہوسکے۔ باوجود اس کے کہ انتظامیہ نے سرتوڑ کوشش کی۔ جن کمپنیوں کو ٹھیکے دئے ہوئے تھے انہوں نے کوششیں کیں۔ معاونین و کارکنان جلسہ سالانہ نے بھی بہت محنت کی۔ آئندہ موسمی پیشگوئی بظاہر یہی ہے کہ بارشیں ہوں گی۔ انتظامات میں رخنہ پیدا ہوسکتا ہے۔ یہاں پر نیا تجربہ ہوگا۔ خاص طور پر پارکنگ کے لئے کچھ دقتیں سامنے آئیں گی۔ سڑک یا ٹریک کے قریب ترین جگہ پر پارکنگ کریں۔ معاونین کار ڈرائیو کرنے والوں کی رہنمائی کریں کہ اگر کار سلپ ہو تو زور لگانے کی کوشش نہ کریں کیونکہ جتنا زور لگائیں گے اتنا ہی دھنس جائے گی۔ ایسی صورتحال کے لئے دو تین ٹریکٹر کھڑے ہونے چاہئیں۔ بعض ڈرائیور لاپرواہی سے یا بلاوجہ کی غیرت میں زور لگا کر اپنی گاڑیاں پھنسا نہ لیں۔ جوش میں جو لوگ ایسا کرتے ہیں انہیں سمجھائیں کہ ایسا نہ کریں اس سے مزید مشکلات ہوں گی۔ اسی طرح شام کو نکلتے وقت بھی بعض مشکلات ہوں گی۔ اس لئے وقت لگ سکتا ہے۔ معاونین حوصلے اور صبر سے ڈیوٹیاں دیں اور باتیں برداشت کریں۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو ہدایات دی جاتی ہیں ان کی روشنی میں اچھا کام ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی بعض نئے ہوتے ہیں اس لئے وقتاً فوقتاً معاونین کو رہنمائی کی ضرورت ہوگی۔ ناظمین ان کو سمجھاتے رہیں۔

حضور نے فرمایا کہ سیکیورٹی کا کام صرف سیکیورٹی کے شعبہ کے کارکنان کا نہیں بلکہ تمام کارکنان، معاونین اور حاضرین کا ہے۔ اپنے اردگرد نظر رکھیں کہ کوئی ایسا واقعہ نہ ہو جو مشکل کا باعث ہو یا پریشانی میں ڈالے۔

حضور نے فرمایا کہ اصل چیز اعلیٰ اخلاق ہیں۔ آپ نے خدا کی خاطر اپنے آپ کو پیش کیا ہے اس لئے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں اور حوصلہ و برداشت سے کام لیں اور پھر دعاؤں سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے بعد حضور نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کچھ دیر کے لئے لجنہ والے حصہ میں تشریف لے گئے اور خواتین کو بھی جلسہ کے انتظامات کے حوالہ سے چند معین ہدایات دیں۔ بعدازاں حضور انور نے جملہ ناظمین اور مہمانوں کے ساتھ چائے نوش فرمائی۔ اس کے بعد حضور انور حدیقۃ المہدی سے روانہ ہوکر مسجد فضل لندن تشریف لے آئے۔

ایام جلسہ کی کارروائی کی تفصیلی رپورٹس الفضل انٹرنیشنل کے آئندہ شماروں میں پیش کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب

صد سالہ جوبلی منصوبہ کے تحت کم از کم پچاس فیصد گھرانوں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب پہنچانا بھی شامل ہے۔ امراء کرام و مبلغین انچارج اور صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں جائزہ لے کر ٹارگٹ کو جلد از جلد حاصل کرنے کی سعی فرمائیں اور اپنی مساعی سے وکالت اشاعت لندن کو بھی مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔لندن)

سچا تو کائنات کو سچا دکھائی دے
یہ اور بات ہے تمہیں جھوٹا دکھائی دے

اوجِ صلیبِ غم پہ جو بیٹھا دکھائی دے
ہم کو تو اپنے عہد کا عیسیٰ دکھائی دے

آواز کے افق پہ جو چہرہ دکھائی دے
آنکھوں میں نور ہو تو ہمیشہ دکھائی دے

سب سے جدا ہو، سب سے انوکھا دکھائی دے
کوئی تو اس ہجوم میں تم سا دکھائی دے

اوڑھے ہوئے نہ ہو اگر آواز کی ردا
ہر لفظ بے لباس ہو، ننگا دکھائی دے

آشوبِ اختلاف سے دھندلا گئی نظر
اپنا دکھائی دے نہ پرایا دکھائی دے

تُو بھی کبھی وجود سے باہر نکل کے دیکھ
شاید تجھے وجود کا ملبہ دکھائی دے

مٹی کا لمس، دھوپ کی لذت کہیں اسے
پانی پہاڑ سے جو اُترتا دکھائی دے

اس سے کہو کہ دن کو نہ نکلے مکان سے
جو شخص چاند رات میں ہنستا دکھائی دے

بالشتیوں کے دیس کی رسمیں عجیب ہیں
ہر کوئی اپنے قد سے جھگڑتا دکھائی دے

مضطرؔ! فراقِ یار کے یہ معجزات ہیں
لمحہ کبھی صدی، کبھی لمحہ دکھائی دے

(چوہدری محمد علی مضطرؔ)

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی شکرانہ فنڈ

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ 2008ء میں جماعت خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کو عالمگیر سطح پر منانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نے اس مبارک موقع پر شکرانہ کے طور پر دس لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ کی رقم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کرنے کی تجویز دی تھی جسے حضور ایدہ اللہ نے منظور فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کو خلافت کی عظیم الشان نعمت کا بھرپور احساس ہے۔ احباب کی یاددہانی کے لئے تحریر ہے کہ وہ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی اس شکرانہ فنڈ میں دلی محبت اور خلوص کے ساتھ حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کی برکات سے دائمی حصہ عطا فرمائے اور ہمیں اپنے شکر گزار بندوں میں شامل فرمائے۔

خلافتِ راشدہ

(حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ۔ خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

(قسط نمبر 4)

خلافتِ احمدیہ کا ذکر

اب میں اُس خلافت کا ذکر کرتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت بھی جماعت کی ذہنی کیفیت وہی تھی جو آنحضرت ﷺ کے وقت میں صحابہؓ کی تھی۔ چنانچہ ہم سب یہی سمجھتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابھی وفات نہیں پا سکتے اس کا نتیجہ یہ تھا کہ کبھی ایک منٹ کے لئے بھی ہمارے دل میں یہ خیال نہیں آیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب فوت ہو جائیں گے تو کیا ہو گا۔ میں اس وقت بچہ نہیں تھا بلکہ جوانی کی عمر کو پہنچا ہوا تھا، میں مضامین لکھا کرتا تھا، میں ایک رسالے کا ایڈیٹر بھی تھا، مگر میں اللہ تعالیٰ کی قَسم کھا کر کہتا ہوں کہ کبھی ایک منٹ بلکہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی میرے دل میں یہ خیال نہیں آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وفات پا جائیں گے حالانکہ آخری سالوں میں متواتر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے الہامات ہوئے جن میں آپ کی وفات کی خبر ہوتی تھی اور آخری ایام میں تو ان کی کثرت اور بھی بڑھ گئی۔ مگر باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسے الہامات ہوتے رہے اور باوجود اس کے کہ بعض الہامات و کشوف میں آپ کی وفات کے سال اور تاریخ وغیرہ کی بھی تعیین تھی اور باوجود اس کے کہ ہم ''الوصیت'' پڑھتے تھے ہم یہی سمجھتے تھے کہ یہ باتیں شاید آج سے دو صدیاں بعد پوری ہوں گی اس لئے اس بات کا خیال بھی دل میں نہیں گزرتا تھا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام وفات پا جائیں گے تو کیا ہو گا۔ اور چونکہ ہماری حالت ایسی تھی کہ ہم سمجھتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے سامنے فوت ہی نہیں ہو سکتے اس لئے جب واقعہ میں آپ کی وفات ہو گئی تو ہمارے لئے یہ باور کرنا مشکل تھا کہ آپ فوت ہو چکے ہیں۔ چنانچہ مجھے خوب یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جب آپ کو غسل دے کر کفن پہنایا گیا تو چونکہ ایسے موقع پر بعض دفعہ ہَوا کے جھونکے سے کپڑا ہِل جاتا ہے یا بعض دفعہ مونچھیں ہِل جاتی ہیں اس لئے بعض دوست دوڑتے ہوئے آتے اور کہتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو زندہ ہیں۔ ہم نے آپ کا کپڑا ہلتے دیکھا ہے یا مونچھوں کے بالوں کو ہلتے دیکھا ہے اور بعض کہتے کہ ہم نے کفن کو ہلتے دیکھا ہے۔ اس کے بعد جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعش کو قادیان لایا گیا تو اسے باغ میں ایک مکان کے اندر رکھ دیا گیا۔ کوئی آٹھ نو بجے کا وقت ہو گا کہ خواجہ کمال الدین صاحب باغ میں پہنچے اور مجھے علیحدہ لے جا کر کہنے لگے کہ میاں! کچھ سوچا بھی ہے کہ اب حضرت صاحب کی وفات کے بعد کیا ہو گا۔ میں نے کہا کچھ ہونا تو چاہئے مگر یہ کہ کیا ہو اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ وہ کہنے لگے میرے نزدیک ہم سب کو حضرت مولوی صاحب کی بیعت کر لینی چاہئے۔ اس وقت کچھ عمر کے لحاظ سے اور کچھ اس وجہ سے بھی کہ میرا مطالعہ کم تھا میں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو یہ کہیں نہیں لکھا کہ ہم آپ کے بعد کسی اور کی بیعت کر لیں اس لئے حضرت مولوی صاحب کی ہم کیوں بیعت کریں۔ (گو "الوصیّة" میں اس کا ذکر تھا مگر اُس وقت میرا ذہن اس طرف گیا نہیں) انہوں نے اس پر میرے ساتھ بحث شروع کر دی اور کہا کہ اگر اس وقت ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت نہ کی گئی تو ہماری جماعت تباہ ہو جائے گی۔ پھر انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد بھی تو یہی ہوا تھا کہ قوم نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تھی اس لئے اب بھی ہمیں ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لینی چاہئے اور اس منصب کے لئے حضرت مولوی صاحب سے بڑھ کر ہماری جماعت میں اور کوئی شخص نہیں، مولوی محمد علی صاحب کی بھی یہی رائے ہے اور وہ کہتے ہیں کہ تمام جماعت کو مولوی صاحب کی بیعت کرنی چاہئے۔ آخر جماعت نے متفقہ طور پر حضرت خلیفہ اوّل کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ لوگوں سے بیعت لیں۔ اس پر باغ میں تمام لوگوں کا اجتماع ہوا اور اس میں حضرت خلیفہ اوّل نے ایک تقریر کی اور فرمایا کہ مجھے امامت کی کوئی خواہش نہیں مَیں چاہتا ہوں کہ کسی اور کی بیعت کر لی جائے۔ چنانچہ آپ نے اس سلسلہ میں پہلے میرا نام لیا، پھر ہمارے نانا جان میر ناصر نواب صاحب کا نام لیا، پھر ہمارے بہنوئی نواب محمد علی خان صاحب کا نام لیا اسی طرح بعض اور دوستوں کے نام لئے لیکن ہم سب لوگوں نے متفقہ طور پر یہی عرض کیا کہ اس منصبِ خلافت کے اہل آپ ہی ہیں چنانچہ سب لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی۔

خلیفۂ وقت کے اختیارات

ابھی آپ کی بیعت پر پندرہ بیس دن ہی گزرے تھے کہ ایک دن مولوی محمد علی صاحب مجھے ملے اور کہنے لگے کہ میاں صاحب! کبھی آپ نے اس بات پر غور بھی کیا ہے کہ ہمارے سلسلہ کا نظام کیسے چلے گا؟ میں نے کہا اس پر اب اور غور کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم نے حضرت مولوی صاحب کی بیعت جو کر لی ہے۔ وہ کہنے لگے وہ تو ہوئی پیری مُریدی۔ سوال یہ ہے کہ سلسلہ کا نظام کس طرح چلے گا؟ میں نے کہا میرے نزدیک تو اب یہ بات غور کرنے کے قابل ہی نہیں کیونکہ جب ہم نے ایک شخص کی بیعت کر لی ہے تو وہ اس امر کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح سلسلہ کا نظام قائم کرنا چاہئے ہمیں اس میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے! اس پر وہ خاموش تو ہو گئے مگر کہنے لگے یہ بات غور کے قابل ہے۔

حضرت خلیفہ اوّل کی خدمت میں میر محمد اسحاق صاحب کے چند سوالات

کچھ دنوں بعد جب جماعت کے دوستوں میں اس قسم کے سوالات کا چرچا ہونے لگا کہ خلیفہ کے کیا اختیارات ہیں اور آیا وہ حاکم ہے یا صدر انجمن احمدیہ حاکم ہے تو میر محمد اسحاق صاحب نے حضرت خلیفہ اوّل کی خدمت میں بعض سوالات لکھ کر پیش کئے جن میں اس مسئلہ کی وضاحت کی درخواست کی گئی تھی۔ حضرت خلیفہ اوّل نے وہ سوالات باہر جماعتوں میں بھجوا دیئے اور ایک خاص تاریخ مقرر کی کہ اس دن مختلف جماعتوں کے نمائندے جمع ہو جائیں تا کہ سب سے مشورہ لینے کے بعد فیصلہ کیا جا سکے۔ مگر مجھے ابھی تک ان باتوں کا کوئی علم نہیں تھا یہاں تک کہ مجھے ایک رؤیا ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا مکان ہے جس کا ایک حصہ مکمل ہے اور دوسرا نامکمل۔ نامکمل حصے پر اگرچہ بالے رکھے ہوئے ہیں مگر ابھی اینٹیں وغیرہ رکھ کر مٹی ڈالنی باقی ہے۔ اس حصہ عمارت پر ہم چار پانچ آدمی کھڑے ہیں جن میں سے ایک میر محمد اسحاق صاحب بھی ہیں۔ اچانک وہاں کڑیوں پر ہمیں کچھ بھوسہ دکھائی دیا۔ میر محمد اسحاق صاحب نے جلدی سے ایک دیا سلائی کی ڈبیہ میں سے ایک دیا سلائی نکال کر کہا میرا جی چاہتا ہے کہ اس بُھوسے کو آگ لگا دوں۔ مَیں انہیں منع کرتا ہوں مگر وہ نہیں رُکتے۔ آخر مَیں انہیں سختی سے کہتا ہوں کہ اس بھوسے کو ایک دن آگ تو لگائی ہی جائے گی مگر ابھی وقت نہیں آیا اور یہ کہہ کر مَیں دوسری طرف متوجہ ہو گیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد مجھے کچھ شور سا سنائی دیا۔ میں نے منہ پھیرا تو دیکھا میر محمد اسحاق صاحب دیا سلائی کی تیلیاں نکال کر اس کی ڈبیہ سے جلدی جلدی رگڑتے ہیں مگر وہ جلتی نہیں ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری دیا سلائی نکال کر وہ اس طرح رگڑتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بُھوسے کو آگ لگا دیں۔ میں یہ دیکھتے ہی ان کی طرف دَوڑ پڑا مگر میرے پہنچنے سے پہلے پہلے ایک دیا سلائی جَل گئی جس سے انہوں نے بھوسے کو آگ لگا دی۔ میں یہ دیکھ کر آگ میں کُود پڑا اور اسے جلدی سے بُجھا دیا مگر اس دوران میں چند کڑیوں کے سِرے جل گئے۔ میں نے یہ خواب لکھ کر حضرت خلیفہ اوّل کے سامنے پیش کی تو آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ خواب تو پوری ہو گئی۔ میں نے عرض کیا کہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا۔ میر محمد اسحاق نے کچھ سوالات لکھ کر دیئے ہیں۔ وہ سوال میں نے باہر جماعتوں کو بھجوا دیئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس سے بہت بڑا فتنہ پیدا ہو گا۔ مجھے اس پر بھی کچھ معلوم نہ ہوا کہ میر محمد اسحاق صاحب نے کیا سوالات کئے ہیں لیکن بعد میں مَیں نے بعض دوستوں سے پوچھا تو انہوں نے ان سوالات کا مفہوم بتایا اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ سوالات خلافت کے متعلق ہیں۔ میر صاحب کے ان سوالات کی وجہ سے جماعت میں ایک شور برپا ہو گیا اور چاروں طرف سے ان کے جوابات آنے شروع ہو گئے۔ اس وقت ان لوگوں نے جس طرح جماعت کو دھوکا میں مبتلا کرنا چاہا وہ اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے متواتر جماعت کو یہ کہا کہ جن خیالات کا وہ اظہار کر رہے ہیں وہی خیالات حضرت خلیفہ اوّل کے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے خدا کا شکر ہے کہ ایسے بے نفس آدمی کے زمانہ میں یہ سوال اُٹھا اگر بعد میں اُٹھتا تو نہ معلوم کیا فساد کھڑا ہوتا۔ بعض کہتے کہ بہت اچھا ہوا آج جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اکثر صحابہؓ زندہ ہیں اس امر کا فیصلہ ہونے لگا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصل جانشین انجمن ہی ہے۔ غرض جماعت پر یہ پوری طرح اثر ڈالنے کی کوشش کی گئی کہ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) حضرت خلیفہ اوّل ان کے خیالات سے متفق ہیں۔ مگر بہرحال اس وقت جماعت میں ایک غیر معمولی جوش پایا جاتا تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ خلیفۂ وقت کے خلاف خطرناک بغاوت ہو جائے گی۔

بیرونی جماعتوں کے نمائندگان کا قادیان میں اجتماع

آخر وہ دن آ گیا جو حضرت خلیفہ اوّل نے اس غرض کے لئے مقرر کیا تھا اور جس میں بیرونی جماعتوں کے نمائندگان کو قادیان میں جمع ہونے کے لئے کہا گیا تھا۔ میں اس روز صبح کی نماز کے انتظار میں اپنے دالان میں ٹہل رہا تھا اور حضرت خلیفہ اوّل کی آمد کا انتظار کیا جا رہا تھا کہ میرے کانوں میں شیخ رحمت اللہ صاحب کی آواز آئی۔ وہ بڑے جوش سے مسجد میں کہہ رہے تھے کہ غضب خدا کا ایک لڑکے کی خاطر جماعت کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ پہلے تو میں سمجھا کہ اس سے مراد شاید میر محمد اسحاق صاحب ہیں مگر پھر شیخ رحمت اللہ صاحب کی آواز آئی کہ جماعت ایک لڑکے کی غلامی کس طرح کر سکتی ہے۔ اس پر میں اور زیادہ حیران ہوا اور میں سوچنے لگا کہ میر محمد اسحاق صاحب نے تو صرف چند سوالات دریافت کئے ہیں ان کے ساتھ جماعت کی غلامی یا عدمِ غلامی کا کیا تعلق ہے۔ مگر باوجود سوچنے اور غور کرنے کے میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ اس بچے سے کون مراد ہے۔ آخر صبح کی نماز کے بعد میں نے حضرت خلیفہ اوّل سے اس واقعہ کا ذکر کیا اور میں نے کہا کہ نہ معلوم آج مسجد میں کیا جھگڑا تھا کہ شیخ رحمت اللہ صاحب بلند آواز سے کہہ رہے تھے کہ ہم ایک بچہ کی بیعت کس طرح کر لیں اسی کی خاطر یہ تمام فساد ڈلوایا جا رہا ہے۔ میں تو نہیں سمجھ سکا کہ یہ بچہ کون ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا تمہیں نہیں پتہ۔ اس سے مراد تم ہی تو ہو۔ غالباً شیخ صاحب کے ذہن میں یہ بات تھی کہ یہ تمام سوالات میں نے ہی لکھوائے ہیں اور میری وجہ سے ہی جماعت میں یہ شور اُٹھا ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مسئلہ خلافت کے متعلق

حضرت خلیفہ اوّل کی تقریر

اس کے بعد حضرت خلیفہ اوّل تقریر کرنے کے لئے تشریف لائے۔ اس تقریر کے متعلق بھی پہلے سے میں نے ایک رؤیا دیکھا ہوا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ کوئی جلسہ ہے جس میں حضرت خلیفۂ اوّل کھڑے تقریر کر رہے ہیں اور تقریر مسئلہ خلافت پر ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی لشکر ہے جو آپ پر حملہ آور ہوا ہے۔ اس وقت میں بھی جلسہ میں آیا اور آپ کے دائیں طرف کھڑے ہوکر میں نے کہا کہ حضور کوئی فکر نہ کریں ہم آپ کے خادم ہیں اور آپ کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں تک دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہم مارے جائیں گے تو پھر کوئی شخص حضور تک پہنچ سکے گا۔ ہماری موجودگی میں آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ خواب مَیں نے حضرت خلیفۂ اوّل کو سنائی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے جب مَیں آیا تو مجھے اُس وقت وہ خواب یاد نہ رہی اور میں حضرت خلیفۂ اوّل کے بائیں طرف بیٹھ گیا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ میاں! یہاں سے اُٹھ کر دائیں طرف آ جاؤ اور پھر خود ہی فرمایا تمہیں معلوم ہے میں نے تمہیں دائیں طرف کیوں بٹھایا ہے؟ مَیں نے عرض کیا مجھے تو معلوم نہیں۔ اس پر آپ نے میری اُسی خواب کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس خواب کی وجہ سے میں نے تمہیں اپنے دائیں طرف بٹھایا ہے۔

جب آپ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو بجائے اس کے کہ اُس جگہ کھڑے ہوتے جو آپ کے لئے تجویز کی گئی تھی آپ اس حصۂ مسجد میں کھڑے ہو گئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنوایا تھا اور لوگوں پر اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ میں اس حصۂ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے بلکہ اپنے پِیر کی بنائی ہوئی مسجد میں کھڑا ہوا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے مسئلہ خلافت پر قرآن و حدیث سے روشنی ڈالی اور فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں خلیفہ کا کام صرف نمازیں پڑھا دینا، جنازے پڑھا دینا اور لوگوں کے نکاح پڑھا دینا ہے اُسے نظام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ کہنے والوں کی سخت گُستاخانہ حرکت ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کرسکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی کیا ضرورت ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے یہ تقریر سنی ہوئی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ تقریر اتنی دردانگیز اور اس قدر جوش سے لبریز تھی کہ لوگوں کی روتے روتے گھِگھی بندھ گئی۔

خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب سے دوبارہ بیعت

تقریر کے بعد آپ نے خواجہ کمال الدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب سے کہا کہ دوبارہ بیعت کرو چنانچہ انہوں نے دوبارہ بیعت کی۔ میرا ذہن اس وقت اِدھر منتقل نہیں ہوا کہ ان سے بیعت ان کے جُرم کی وجہ سے لی جا رہی ہے۔ چنانچہ میں نے بھی بیعت کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا مگر حضرت خلیفۂ اوّل نے میرے ہاتھ کو پیچھے ہٹا دیا اور فرمایا تمہارا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے تو ایک جُرم کیا ہے جس کی وجہ سے دوبارہ ان سے بیعت لی جا رہی ہے مگر تم نے کونسا جُرم کیا ہے۔

شیخ یعقوب علی صاحب سے اس موقع پر جو بیعت لی گئی وہ اس لئے لی گئی تھی کہ شیخ صاحب نے ایک جلسہ کیا تھا جس میں اُن لوگوں کے خلاف تقریریں کی گئی تھیں جنہوں نے نظامِ خلافت کی تحقیر کی تھی اور گو یہ اچھا کام تھا مگر حضرت خلیفۂ اوّل نے فرمایا جب ہم نے ان کو اس کام پر مقرر نہیں کیا تھا تو ان کا کیا حق تھا کہ وہ خود بخود الگ جلسہ کرتے۔ غرض ان تینوں سے دوبارہ بیعت لی گئی اور انہوں نے سب کے سامنے توبہ کی۔ مگر جب جلسہ ختم ہوگیا اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تو ان لوگوں نے حضرت خلیفہ اوّل کے خلاف اور زیادہ منصوبے کرنے شروع کر دیئے اور مولوی محمد علی صاحب نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ میری اس قدر ہتک کی گئی ہے کہ اب میں قادیان میں نہیں رہ سکتا۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم ان دنوں مولوی محمد علی صاحب سے بہت تعلق رکھا کرتے تھے۔ ایک دن وہ سخت گھبراہٹ کی حالت میں حضرت خلیفہ اوّل کے پاس پہنچے۔ مَیں بھی اتفاقاً وہیں موجود تھا اور آتے ہی کہا کہ حضور! غضب ہوگیا آپ جلدی کوئی انتظام کریں۔ حضرت خلیفہ اوّل نے فرمایا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا مولوی محمد علی صاحب کہہ رہے ہیں کہ میری یہاں سخت ہتک ہوئی ہے اور مَیں اب قادیان میں کسی صورت میں نہیں رہ سکتا۔ آپ جلدی کریں اور کسی طرح مولوی محمد علی صاحب کو منانے کی کوشش کریں، ایسا نہ ہو کہ وہ چلے جائیں۔ حضرت خلیفہ اوّل نے فرمایا ڈاکٹر صاحب! مولوی صاحب سے جا کر کہہ دیجئے کہ کل کے آنے میں تو ابھی دیر ہے، آپ جانا چاہتے ہیں تو آج ہی قادیان سے چلے جائیں۔ ڈاکٹر صاحب جو یہ خیال کر رہے تھے کہ اگر مولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے تو نہ معلوم کیا زلزلہ آ جائے گا اُن کے تو یہ جواب سُن کر ہوش اُڑ گئے اور انہوں نے کہا حضور! پھر تو بڑا فساد ہوگا۔ حضرت خلیفہ اوّل نے فرمایا مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔ میں خدا کا قائم کردہ خلیفہ ہوں مَیں ان دھمکیوں سے مرعوب ہونے والا نہیں۔ اس جواب کو سن کر مولوی محمد علی صاحب بھی خاموش ہو گئے اور پھر انہوں نے حضرت خلیفہ اوّل کی زندگی میں قادیان سے جانے کے ارادے کا اظہار نہیں کیا۔ البتہ اندر ہی اندر کھچڑی پکتی رہی اور کئی طرح کے منصوبوں سے انہوں نے جماعت میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ یہ بہت لمبے واقعات ہیں جن کو تفصیلاً بیان کرنے کا یہ موقع نہیں۔

حضرت خلیفۂ اوّل کی بیماری میں ایک اشتہار شائع کرنے کی تجویز

حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ جب مرض الموت سے بیمار ہوئے تو طبعاً ہم سب کے قلوب میں ایک بے چینی تھی اور ہم نہایت ہی افسوس کے ساتھ آنے والی گھڑی کو دیکھ رہے تھے اور چونکہ آپ کی بیماری کی وجہ سے لوگوں کی عام نگرانی نہیں رہی تھی اور اختلافی مسائل پر گفتگو بڑھتی چلی جا رہی تھی، اس لئے میں نے ایک اشتہار لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اب جب کہ حضرت خلیفۃ المسیح سخت بیمار ہیں یہ مناسب نہیں کہ ہم اختلافی مسائل پر آپس میں اس طرح بحثیں کریں۔ مناسب یہی ہے کہ ہم ان بحثوں کو بند کر دیں اور اس وقت کا انتظار کریں جب کہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت دے دے اور آپ خود اِن بحثوں کی نگرانی فرما سکیں۔ میں نے یہ اشتہار لکھ کر مرزا خدا بخش صاحب کو دیا اور میں نے کہا کہ آپ اسے مولوی محمد علی صاحب کے پاس لے جائیں تا کہ وہ بھی اس پر دستخط کر دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے ہم خیال اور ان کے ہم خیال دونوں اس قسم کی بحثوں سے اجتناب کریں گے اور جماعت میں کوئی فتنہ پیدا نہیں ہوگا۔ یہ حضرت خلیفہ اوّل کی وفات سے صرف دو یا ایک دن پہلے کی بات ہے مگر بجائے اس کے کہ مولوی محمد علی صاحب اس اشتہار پر دستخط کر دیتے انہوں نے جواب دیا کہ جماعت کے دوستوں میں جو کچھ اختلاف ہے چونکہ اس سے عام لوگ واقف نہیں اس لئے ایسا اشتہار شائع کرنا مناسب نہیں اس طرح دشمنوں کو خواہ مخواہ ہنسی کا موقع ملے گا۔ میرے خیال میں اشتہار شائع کرنے کی بجائے یہ بہتر ہے کہ ایک جلسہ کا انتظام کیا جائے جس میں آپ بھی تقریر کریں اور مَیں بھی تقریر کروں اور ہم دونوں لوگوں کو سمجھا دیں کہ اس طرح گفتگو نہ کیا کریں۔ چنانچہ مسجد نور میں ایک جلسے کا انتظام کیا گیا۔ مولوی محمد علی صاحب نے مجھ سے خواہش کی کہ پہلے میں تقریر کروں۔ چنانچہ میں نے جو کچھ اشتہار میں لکھا تھا وہی تقریر میں بیان کر دیا اور اتفاق پر زور دیا۔ میری تقریر کے بعد مولوی محمد علی صاحب کھڑے ہوئے مگر بجائے اس کے کہ وہ لوگوں کو کوئی نصیحت کرتے اُلٹا انہوں نے لوگوں کو ڈانٹنا شروع کر دیا کہ تم بڑے نالائق ہو مجھ پر اور خواجہ صاحب پر خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہو تمہاری یہ حرکت پسندیدہ نہیں اس سے باز آ جاؤ۔ غرض انہوں نے خوب زجر و توبیخ سے کام لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے اتفاق پیدا ہونے کے افتراق اور بھی زیادہ ترقی کر گیا اور لوگوں کے دلوں میں اُن کے متعلق نفرت پیدا ہوگئی۔

جماعت کو اختلاف سے محفوظ رکھنے کی کوشش

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی طبیعت اب زیادہ کمزور ہوتی جا رہی تھی اس لئے ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ آپ کے بعد کیا ہوگا۔ میرے سامنے صرف جماعت کے اتحاد کا سوال تھا۔ یہ سوال نہیں تھا کہ ہم میں سے خلیفہ ہو یا اُن میں سے۔ چنانچہ گو عام طور پر وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر ایمان رکھتے تھے اُن کا یہی خیال تھا کہ ہم کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر سکتے جس کے عقائد اُن کے عقائد سے مختلف ہوں کیونکہ اس طرح احمدیت کے مِٹ جانے کا اندیشہ ہے مگر میں نے دوستوں کو خاص طور پر سمجھانا شروع کیا کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات پر ہمیں کسی فتنے کا اندیشہ ہو تو ہمیں انہیں لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لینی چاہئے اور جماعت کو اختلاف سے محفوظ رکھنا چاہئے۔ چنانچہ مَیں نے اکثر دوستوں کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ اگر جھگڑا محض اِس بات پر ہو کہ خلیفہ کس جماعت میں سے ہو ہم میں سے یا اُن میں سے تو ہمیں اُن میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

حضرت خلیفۂ اوّل کی وفات

13/ مارچ 1914ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل وفات پا گئے۔ میں جمعہ پڑھا کر نواب محمد علی خان صاحب کی گاڑی میں آ رہا تھا کہ راستہ میں مجھے آپ کی وفات کی اطلاع ملی اور اس طرح میرا ایک اور خواب پورا ہوگیا جو مَیں نے اس طرح دیکھا تھا کہ میں گاڑی میں سوار ہوں اور گاڑی ہمارے گھر کی طرف جا رہی ہے کہ راستہ میں مجھے کسی نے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کی خبر دی۔ میں اس رؤیا کے مطابق سمجھتا تھا کہ غالباً میں اس وقت سفر پر ہوں گا جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات ہوگی مگر خدا تعالیٰ نے اسے اس رنگ میں پورا کر دیا کہ جب جمعہ پڑھا کر مَیں گھر واپس آیا تو نواب محمد علی خان صاحب کا ملازم ان کا یہ پیغام لے کر میرے پاس آیا کہ وہ میرے انتظار میں ہیں اور ان کی گاڑی کھڑی ہے۔ چنانچہ میں اُن کے ہمراہ گاڑی میں سوار ہو کر چل پڑا اور راستہ میں مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کی اطلاع مل گئی۔

دعاؤں کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات پر تمام جماعتوں کو تاریں بھجوا دی گئیں اور مَیں نے دوستوں کو تحریک کی کہ ہر شخص اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے دعاؤں میں لگ جائے۔ راتوں کو تہجد پڑھے اور جسے توفیق ہو وہ کل روزہ بھی رکھے تا کہ اللہ تعالیٰ اس مشکل کے وقت جماعت کی صحیح راہنمائی کرے اور ہمارا قدم کسی غلط راستہ پر نہ جا پڑے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا متفقہ فیصلہ

اُسی دن مَیں نے اپنے رشتہ داروں کو جمع کیا اور اُن سے اس اختلاف کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ انہوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ خلیفہ ایسا شخص ہی مقرر ہونا چاہئے جس کے عقائد ہمارے عقائد کے ساتھ متفق ہوں۔ مگر میں نے ان کو سمجھایا کہ اصل چیز جس کی اس وقت ہمیں ضرورت ہے اتفاق ہے۔ خلیفہ کا ہونا بے شک ہمارے نزدیک مذہباً ضروری ہے لیکن چونکہ جماعت میں اختلاف پیدا ہونا بھی مناسب نہیں، اس لئے اگر وہ بھی کسی کو خلیفہ بنانے میں ہمارے ساتھ متحد ہوں تو مناسب یہ ہے کہ عام رائے لے لی جائے اور اگر انہیں اس سے اختلاف ہو تو کسی ایسے آدمی کی خلافت پر اتفاق کیا جائے جو دونوں فریق کے نزدیک بے تعلق ہو۔ اور اگر وہ یہ بھی قبول نہ کریں تو پھر انہیں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے چاہے وہ مولوی محمد علی صاحب ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ بات منوانی اگرچہ سخت مشکل تھی مگر میرے اصرار پر ہمارے تمام خاندان نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔

مولوی محمد علی صاحب سے ملاقات

اس کے بعد میں مولوی محمد علی صاحب سے ملا اور میں نے اُن سے کہا کہ مَیں آپ سے کچھ باتیں کرنی

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

مہمان نوازی ایک ایسا وصف ہے جس کا خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی ذکر فرمایا ہے۔

آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کے اُسوہ حسنہ کے حوالہ سے جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کی خدمت کرنے والے کارکنان کو اہم نصائح

ہر کارکن کو اس سوچ کے ساتھ مہمان کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس کی مہمان نوازی کا حق ادا ہو۔ اس کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا جائے اور اپنی تکلیفوں کی کچھ پرواہ نہ کی جائے۔

مہمانوں کی طرف سے بعض دفعہ غلط فہمی کی وجہ سے زیادتی بھی ہوجاتی ہے لیکن پھر بھی کارکن کا یہی کام ہے کہ صبر اور حوصلے سے اسے برداشت کریں۔

دعا کے بغیر تو ہمارا کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ کارکنان دعاؤں کے ساتھ ساتھ جو سارا دن اپنے کام کے دوران کرتے رہیں نمازوں کی پابندی کی طرف بھی توجہ رکھیں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے آسانیاں پیدا کرے اور کسی قسم کی روک نہ ہو اور مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

پاکستان کے بگڑتے ہوئے حالات کی وجہ سے دعا کی خصوصی تحریک

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 20/جولائی 2007ء بمطابق 20/وفا 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ-

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگلے جمعہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے اور جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ گزشتہ قریباً 24 سال سے جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہاں ہجرت ہوئی، یہ جلسہ سالانہ، یوکے کا جلسہ سالانہ نہیں رہا بلکہ بین الاقوامی جلسہ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اور جیسا کہ مَیں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ جب تک خلافت کا یہاں قیام ہے اس جلسے کی بین الاقوامی حیثیت رہے گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے یہاں آنے کے بعد جو پہلا جلسہ ہوا تھا اس کی اہمیت کے پیش نظر بلکہ بعد کے کئی سال بھی مختلف اوقات میں آپؒ نے یہاں کے ملکی جماعتی نظام کی ٹریننگ کے لئے، ان کو صحیح جماعتی روایات سے متعارف کرانے کے لئے، جلسے کے مختلف شعبہ جات اور مختلف امور کی باحسن سرانجام دہی کے لئے جہاں خود بڑی محنت سے ذاتی دلچسپی لے کر جلسے کے نظام کو اپنی رہنمائی سے نوازا، وہاں مرکز سے، ربوہ سے بھی تجربہ کار، پرانے کام کرنے والے افسران، جن کا سالہا سال جلسہ کے انتظام چلانے کا تجربہ تھا اور جماعتی روایات سے بھی واقف تھے، کو بھی یہاں کے نظام کے ساتھ مشوروں میں شامل رکھا۔

بہرحال چند سالوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے کی جماعت اس معاملے میں اتنی تربیت یافتہ ہوگئی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اب لاکھوں کی تعداد میں بھی مہمان آجائیں تو یہ بغیر کسی گھبراہٹ اور انتظامی نقص کے یا دِقّت کے جلسے کے انتظام کو اللہ کے فضل سے احسن طریق پر سرانجام دے سکتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ جب میں سوچتا ہوں تو یہ فکر ہوتی ہے کہ پاکستان میں بھی جب انشاء اللہ تعالیٰ حالات بہتر ہوں گے، جلسہ سالانہ ہوگا تو لمبے عرصے کے تعطّل کی وجہ سے بہت سے کارکنان جو اس وقت جب آخری جلسہ 1983ء کا ہوا تو active تھے، اور اب بڑی عمر ہو جانے کی وجہ سے اتنے active نہیں رہے ہوں گے، بعض ان میں سے دنیا میں بھی نہیں رہے تو نئی نسل ڈیوٹیاں دینے کا تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے جلسے کے انتظام کو کس طرح سنبھالے گی؟ لیکن پھر اللہ تعالیٰ کا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے سلوک ہے اسے دیکھ کر اور احمدیوں کی فدائیت اور ایمان کے جذبے کو دیکھ کر تسلی ہوتی ہے کہ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ خود ہی ان فکروں کو دور کرنے کے سامان پیدا فرمائے گا۔ بہرحال آپ سب سے اور خاص طور پر پاکستان کے رہنے والے احمدیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان میں بھی جلسے کے انعقاد کے سامان پیدا فرمائے اور ان کی یہ محرومیاں بھی دور ہوں اور ہماری فکریں جو بشری تقاضا ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ دور فرمائے۔ بہرحال یہ تو ضمناً دعا کی تحریک کی طرف توجہ پیدا ہوئی تھی جو میں نے کی۔

آج کا یہ خطبہ یعنی جلسہ سالانہ سے ایک ہفتہ پہلے کا جو خطبہ ہوتا ہے۔ یہ عموماً مَیں کارکنان کو ان کی ذمّہ داریوں کی طرف توجہ دلانے کے لئے دیتا ہوں، جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب UK جماعت کے کارکنان جلسہ سالانہ جن میں بچے بھی ہیں عورتیں بھی ہیں، بوڑھے مرد بھی ہیں اور جوان مرد بھی ہیں، یہ سب اپنے کام کو خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں اور بڑی عمدگی سے ڈیوٹیاں دیتے ہیں۔ لیکن کیونکہ یاددہانی کا بھی حکم ہے تاکہ پرانے کارکن بھی اور نئے شامل ہونے والے کارکنان بھی اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار کرلیں اور اپنے سے ہر قسم کی کمزوریوں کو دُور کرنے کی کوشش کریں اور پھر میزبانی سے متعلق آنحضرت ﷺ کے اسوہ کی یاد بھی تازہ ہو جاتی ہے اور آپؐ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے آقا کی اتباع میں جو نمونے ہیں وہ بھی ہمارے سامنے آجاتے ہیں اور ان سے بھی ہماری رہنمائی ہوتی رہتی ہے اس لئے یہ یاددہانی کرواتا ہوں۔

مہمان نوازی ایک ایسا وصف ہے جس کا خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کے ذکر میں فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا۔ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ(ھود:70) اور یقیناً ابراہیم کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے خوشخبری لے کر آئے۔ انہوں نے سلام کہا، اس نے بھی سلام کہا اور ذرا دیر نہ کی کہ ان کے پاس ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔ پس مہمان نوازی یہی ہے کہ اپنے عمل سے کسی قسم کا ایسا اظہار نہ ہو کہ مہمان آ گیا تو مصیبت پڑ گئی۔ بلکہ مہمان کو پتہ بھی نہ چلے اور اس کی خاطر مدارات کا سامان تیار ہو جائے۔ جو بہترین کھانا میسّر ہو، جو بہترین انتظام سامنے ہو وہ مہمان کو پیش کر دیا جائے۔ رہائش کا جو بہترین انتظام مہیا ہو سکتا ہے، مہمان کے لئے مہیا کیا جائے۔ اس آیت سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ضرور اتنی خاطر داری ہو کہ ایک دو مہمان آئے ہیں تو بے تحاشا کھانا تیار کیا جائے، بچھڑے کی مہمان نوازی کے بغیر اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا یا زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا چاہئے۔ اُس زمانے میں وہ لوگ بھیڑ بکریاں پالنے والے تھے، بازار تو تھے نہیں کہ بازار گئے اور چیز لے آئے، بھیڑیں موجود تھیں اور وہی فوری طور پر میسر آ سکتی تھیں تو اصل چیز اس میں یہ ہے کہ مہمان سے بغیر پوچھے کہ کھانا کھاؤ گے یا نہیں اس کی مہمان نوازی کے سامان تیار کر لئے جائیں۔

آنحضرت ﷺ نے مہمانوں کو دودھ بھی پیش کیا۔ آپؐ کا اُسوہ ہمارے سامنے ہے۔ کھجوریں میسر ہوئیں تو وہ بھی پیش کیں۔ اگر گوشت یا کوئی اور اچھا کھانا ہے تو وہ مہمانوں کو کھلا دیا۔ تو اصل اسلامی خلق جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے خوش دلی سے مہمان نوازی کرنا ہے۔ مہمان کو یہ احساس نہ ہو کہ میرا آنا میزبان کے لئے بوجھ بن گیا ہے۔ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں نے تو یہ محسوس کیا کہ کھانے کی طرف ہمارا ہاتھ نہ بڑھنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں تنگی پیدا کر رہا ہے۔ جس کی پھر انہوں نے وضاحت بھی کی کہ ہم لوطؑ کی طرف جا رہے ہیں۔ تو یہ اسلامی خلق ایسا ہے کہ ہر مسلمان کو اس کو اپنانا ضروری ہے۔ مختلف رنگ میں دوسری جگہ بھی اللہ تعالیٰ نے اس کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے۔ پس یہ ایسی تعلیم ہے جس کا ایک احمدی کو خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے اور پھر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان بن کر آ رہے ہوں ان کا کس قدر خیال ہونا چاہئے۔ ہر احمدی جو آپؑ کی بیعت میں شامل ہے وہ خود اس بات کا اندازہ کر سکتا ہے کہ جس سے پیار ہو اس کی طرف منسوب ہونے والے تو ہر چیز سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں۔ پس ہمیں ہر وقت یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے پیارے کے مہمان آ رہے ہیں جو ہمیں بہت پیارے ہیں اور اس نیت سے ان کی خدمت کرنی ہے۔ اس جذبے کے ساتھ ہر کارکن اگر مہمانوں کی خدمت کرے گا تو اس خدمت کا لطف ہی اور ہو گا۔ پس چاہے آپ کے عزیزوں میں سے جلسے کے لئے ذاتی مہمان آ رہے ہوں یا جماعتی انتظام کے تحت جلسہ پر آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کا انتظام کیا گیا ہے اور اس مہمان نوازی کی جو ڈیوٹیاں مختلف لوگوں کے سپرد کی گئی ہیں، ان سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلسہ پر آنے والے مہمانوں کی حتی الوسع خدمت کی توفیق پانی چاہئے۔ بعض (مہمان) مجھے ملے ہیں، پہلی دفعہ پاکستان سے باہر نکلے ہیں۔ یہاں ان کا کوئی عزیز بھی نہیں ہے۔ یہ خالصتاً اس لئے آئے ہیں کہ جلسہ سالانہ میں بھی شامل ہو جائیں گے اور خلیفہ وقت سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ زبان کا بھی ان کو مسئلہ ہے، کئی بہت سادہ مزاج ہیں، جو دیہاتی ماحول کے ہیں لیکن پُرخلوص دل رکھنے والے ہیں۔ ان کی مہمان نوازی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھنی چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہی انبیاء کی سنت ہے، یہی اسلامی خُلق ہے اور یہی آنحضرت ﷺ کا اسوہ ہے۔ اور الٰہی جماعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرنے والے اپنے خُلق کے یہی نمونے دکھاتے ہیں اور ہم احمدی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہونے کے بعد سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے اسوہ پر عمل کرنے والے ہیں اور ہونے چاہئیں۔ تو ہماری طرف سے تو اول طور پر اس خُلق کا اظہار ہونا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے تو ایک جگہ ایمان کی نشانی مہمان کا احترام بتائی ہے جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے تین باتیں آپ نے بیان فرمائیں کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار......) اور مہمان کی یہ عزت صرف اپنے تک ہی محدود نہیں ہے۔ اپنے عزیزوں تک ہی محدود نہیں ہے، اپنے قریبیوں سے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر مہمان قطع نظر اس کے کہ اس کا دین اور مذہب کیا ہے، عزیز داری ہے کہ نہیں، اس کی مہمان نوازی کا آپ نے حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو مسافروں کا حق بتایا ہے اس میں بھی مہمان نوازی آتی ہے۔ تو آنحضرت ﷺ کی سنت کیا تھی؟

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص جو کافر تھا۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہاں مہمان بنا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ دوہ کر لانے کے لئے فرمایا جو اس کافر نے پی لیا۔ پھر دوسری اور تیسری یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ اگلی صبح اس نے اسلام قبول کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ دوہنے کے لئے ارشاد فرمایا، دودھ لایا گیا اس نے پی لیا۔ پھر آپ نے دوسری بکری کا دودھ لانے کے لئے فرمایا تو وہ دوسرے دن پورا دودھ ختم نہ کر سکا۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا مومن ایک آنت سے کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں سے۔ (مسند احمد بن حنبل مسند باقی المکثرین من الصحابة)۔ کھانے کے طور پر تو ہم یہ مثال دیتے ہیں لیکن یہی مہمان نوازی ہے، اس میں مہمان نوازی کا جو خلق نظر آتا ہے یہ ہے کہ جتنا بھی مہمان کھائے خوشی سے اس کو مہیا کیا جائے۔ بغیر کسی قسم کا اظہار کئے کہ کیا مشکل ڈال دی کہ ایک بکری سے پیٹ نہیں بھرا، دو سے نہیں بھرا، تین سے نہیں بھرا۔ تو جب تک اس کا پیٹ نہیں بھر گیا، اس کی تسلی نہیں ہو گئی، آپؐ اس کی مہمان نوازی کا حق ادا فرماتے رہے اور کسی بھی قسم کا ایسا اظہار نہیں ہونے دیا جس سے مہمان شرمندہ ہو یا کسی اظہار سے اس کی ناراضگی ہو۔ پھر عارضی مہمان نوازی نہیں مستقل مہمان نوازی بھی آپؐ فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ کی اس مہمان نوازی کی شفقت سے فیض اٹھانے والے کئی کئی دن بلکہ مہینوں آپ کی مہمان نوازی سے فیض اٹھاتے تھے لیکن کوئی تکلف نہیں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ اعلان کروا دیا کہ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (ص:87) اور مَیں تکلّف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ جو کچھ بے تکلفی سے میسر ہوتا تھا آپ مہمانوں کو پیش فرما دیتے تھے۔ جو بہتر طور پر کر سکتے تھے ان کی ضروریات پوری فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں اور میرے دو ساتھی جن کی محنت اور مشقت کی وجہ سے قوت سماعت اور بصارت متأثر ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کے پاس آئے مگر ان میں سے کسی نے ہماری طرف توجہ نہیں دی۔ پھر ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ہمیں اپنے گھر والوں کے پاس لے گئے۔ وہاں پر تین بکریاں تھیں۔ آپ نے فرمایا ان کا دودھ دوہا کرو۔ ہم میں سے ہر ایک اپنا اپنا حصہ پی لیتا اور رسول کریم ﷺ کی طرف آپ کا حصہ لے جاتے۔ آنحضرت ﷺ رات کے وقت تشریف لاتے اور سلام کرتے۔ آواز اتنی اونچی نہ ہوتی کہ سویا ہوا بیدار ہو جائے۔ جو جاگ رہا ہوتا وہ سن لیتا۔ پھر آپ نوافل کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے، نوافل ادا کرتے۔ اور پھر نماز فجر ادا کرتے۔ پھر اس کے بعد، وہیں آپؐ کے پاس پینے کے لئے دودھ لایا جاتا جو آپ پی لیتے۔

(ترمذی کتاب الاستیذان والادب۔باب کیف السلام)

تو بے تکلف مہمان نوازی یہی ہے کہ ان ضرورتمندوں کو کہہ دیا کہ ٹھیک ہے تم اب لمبا عرصہ میرے مہمان ہو یہ بکریاں ہیں ان کا دودھ دوہو، خود بھی پیو اور میرے لئے بھی رکھو۔

پھر جیسا کہ مَیں نے کہا آپؐ کی مہمان نوازی میں تکلف کوئی نہیں ہوتا تھا جو میسر ہوتا تھا مہمان کے سامنے پیش فرما دیتے تھے۔

حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور کی میزبانی سے مَیں نے اس طرح لطف اٹھایا کہ آپ نے بکرے کی ران بھنوائی پھر مجھے اس میں سے کاٹ کاٹ کر آپ عنایت فرماتے تھے۔ حضور ﷺ بھی کھانا تناول فرما رہے ہوتے تھے۔ اگر کوئی ملاقاتی آ جاتا تو اسے بھی کھانے میں بغیر تکلف کے ساتھ شامل کر لیتے تھے۔ پھر جب فتح مکہ ہوئی اور بڑے بڑے وفود آپؐ کے پاس آنے لگے تو خود ان کا استقبال بھی فرماتے تھے، انہیں عزت و احترام دیتے تھے، ان کے لئے رہائش اور کھانے وغیرہ کا بندوبست فرماتے تھے، مختلف صحابہ میں مہمان نوازی کے لئے ان کو بانٹ دیتے تھے اور پھر مہمانوں سے دریافت فرماتے کہ تمہارے

SHAHEEN REISEN
Authorised Travel Agency
Lufthansa
! SPEZIAL ANGEBOT !
جرمنی کی قومی LUFTHANSA AIRLINE کی LAHORE اور KARACHI کے لیے پروازوں کا آغاز
موسم سرما کی چھٹیوں کے لیئے بکنگ جاری ہے نیز 18 سال تک کے بچوں کے لیئے حیرت انگیز اسپیشل رعایتی پیشکش
مزید معلومات کے لیئے فوری رابطہ کریں۔شکریہ

Shaheen Reisen Darmstadt
Tel.: 06151 – 36 88 525
Fax: 06151 – 36 88 526
E-Mail: shaheen-reisen@gmx.de

Bankverbindung
Inhaber: Shaheen Reisen
Kontonr.: 934116466
BLZ: 440 100 46
Postbank Dortmund

بھائیوں نے تمہاری مہمان نوازی کا حق ادا کیا کہ نہیں؟ تو یہ تھے آپ ﷺ کے مہمانوں سے حسن سلوک کے طریقے۔ پھر یہ ہے کہ اگر کوئی مہمان آتا تو پہلے آپؐ اپنے گھر سے جائزہ لیتے تھے کہ کوئی کھانے کی چیز میسر ہے کہ نہیں، اس مہمان کی اچھی طرح مہمان نوازی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر کچھ میسر نہ ہوتا تو پھر دوسرے صحابہ سے پوچھتے کہ اس مہمان کو کون اپنے ساتھ لے جائے گا۔

اس طرح کا ایک واقعہ ہے کہ ایک مہمان آیا، آپ نے اپنے گھر سے پتہ کروایا، کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ تو ایک انصاری صحابی نے کہا کہ مَیں اس کو اپنے گھر لے جاتا ہوں اور اس واقعہ میں مہمان کے لئے احترام اور قربانی کی ایک عجیب جھلک نظر آتی ہے۔

روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ آپؐ نے اپنی ازواج کی طرف پیغام بھجوایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو پانی کے سوا کچھ نہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا اس مہمان کے کھانے کا بندوبست کون کرے گا۔ ایک انصاری نے عرض کی کہ حضور مَیں انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ اس کے ساتھ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے مہمان کی خاطر مدارات کا انتظام کرو۔ بیوی نے جواباً کہا کہ گھر میں تو صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے۔ انصاری نے کہا کہ کھانا تیار کرو پھر چراغ جلاؤ اور جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو بہلا کر سلا دو۔ چنانچہ عورت نے کھانا تیار کیا اور چراغ جلایا۔ بچوں کو بھوکا ہی سلا دیا۔ پھر چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور چراغ بجھا دیا۔ پھر دونوں مہمان کے ساتھ بیٹھے بظاہر کھانا کھانے کی آوازیں نکالتے رہے اور چٹخارے لیتے رہے تاکہ مہمان سمجھے کہ میزبان بھی میرے ساتھ کھا رہے ہیں۔ اس طرح مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا اور وہ خود بھوکے سو رہے۔ صبح جب یہ انصاری حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے رات والے عمل سے تو اللہ تعالیٰ بھی ہنس دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ وہ خود ضرورتمند ہوتے ہیں اور جو نفس کے بخل سے بچائے گئے وہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔ (بخاری کتاب المناقب)

دیکھیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں مہمان نوازی کی کتنی اہمیت ہے کہ اس انصاری کی منفرد قسم کی مہمان نوازی سے خدا عرش پر خوش ہو رہا تھا اور اس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بھی دی کہ اے محمد ﷺ دیکھ تجھے کس قسم کے ایثار اور قربانی کرنے والے لوگ مَیں نے دیئے ہیں جو دوسروں کی خاطر کس طرح قربانی کرتے ہیں۔

آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے۔ پس مہمانوں کے حق کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور جو مہمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلانے پر روحانی مائدہ حاصل کرنے کے لئے آ رہے ہوں جو اس لئے دور دراز سے خرچ کر کے آ رہے ہوں کہ پاکستان میں جلسوں پر پابندی ہے۔ ہمیں جس فیض سے محروم کر کے دنیاوی حکومتوں نے روکیں کھڑی کر رکھی ہیں اس سے فیضیاب ہونے کے لئے ہم سے جو بھی بن پڑتا ہے کرنا ہے اور کرنا چاہئے۔ اگر اپنے اوپر بوجھ ڈال کر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے فیضیاب ہوا جا سکتا ہے جو آپؑ نے جلسے والوں کے لئے کیں تو ہونا چاہئے۔ کئی مخلصین یہاں آتے ہیں، مَیں نے پہلے بھی کہا کہ نہ انہوں نے یہاں سے کوئی دنیوی مفاد حاصل کرنا ہے، نہ ان کا کوئی عزیز یہاں ہے جس سے ملنا ہے۔ کوئی ذاتی مفاد نہیں، خالصتاً صرف جلسے کے لئے چند دن کے لئے آئے ہیں اور جلسے کے بعد چلے جائیں گے۔ بعض بڑی عمر کے عورتیں بھی اور مرد بھی مجھے ملے ہیں کہ گزشتہ کئی سال سے ہم ویزے کے حصول کی کوشش کر رہے تھے لیکن ویزا نہیں ملتا تھا۔ تو اس دفعہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمادیا اور ویزا مل گیا۔ جب یہ لوگ ملتے ہیں تو انتہائی جذباتی کیفیت ہوتی ہے۔ بعضوں کی تو روتے ہوئے ہچکی بندھ جاتی ہے۔ انتہائی اخلاص اور وفا کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔ تو یہ مہمان ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خاطر آنے والے مہمان ہیں۔ ان کی مہمان نوازی پر یقیناً اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوگا۔ پس کارکنان جلسہ کو خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ثواب کا موقع عطا فرمایا اور یہ ان کے لئے بہترین موقع ہے جس سے ان کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔ کسی مہمان کی عزت اس کے ظاہری رکھ رکھاؤ کی وجہ سے نہیں کرنی، کسی کی سادگی کو نہ دیکھیں بلکہ اس اخلاص کو دیکھیں جس کے ساتھ وہ یہاں جلسہ سننے کے لئے آئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آقا ﷺ کی اتباع میں کیا نمونے قائم فرمائے۔ ایک دفعہ سید حبیب اللہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا (آپ ملنے آئے تھے) کہ آج میری طبیعت علیل تھی اور مَیں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر مَیں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آ گیا ہوں۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 163 جدید ایڈیشن) تو اپنی صحت کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی، آنحضرت ﷺ کی اس بات کو یاد رکھا کہ مہمان کا بھی تم پر حق ہے اور اس حق کی ادائیگی کے لئے آپ باہر تشریف لائے۔

ایک مشہور واقعہ ہے، کئی دفعہ ہم نے سنا کہ دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آ کر انہوں نے مہمان خانہ کے کارکنان کو کہا کہ ہمارے بستر یکّہ سے اتارو اور سامان لایا جائے، چارپائیاں بچھائی جائیں۔ تو لنگر خانہ کے ان ملازمین نے کہا کہ سامان اپنا خود اتاریں، چارپائیاں آپ کو مہیا ہو جائیں گی۔ اس بات پر دونوں مہمان بڑے ناراض ہوئے، رنجیدہ ہوئے اور فوراً اسی یکّہ میں بیٹھ کر، اسی ٹانگے میں بیٹھ کر واپسی کے لئے روانہ ہو گئے۔ تو منشی ظفر احمد صاحبؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے یہ بات جب مولوی عبدالکریم صاحب کو بتائی تو انہوں نے کہا کہ ان لوگوں کو جانے دو، ایسے جلد باز لوگوں کو روکنے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپؑ بڑی جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل تھا تیزی سے یعنی تیز قدم چلتے ہوئے ان کے پیچھے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ چند خدام بھی ہمراہ تھے۔ کہتے ہیں مَیں بھی ساتھ تھا تو نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکّہ مل گیا اور حضور کو جب انہوں نے آتے دیکھا تو اس کو کھڑا کیا اور اس سے اتر گئے۔ حضور نے انہیں واپس چلنے کا فرمایا اور ساتھ بڑی معذرت کی کہ آپ کو بڑی تکلیف پہنچی ہے۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے تو حضور نے انہیں یکّہ پر سوار ہونے کے لئے فرمایا کہ مَیں ساتھ ساتھ پیدل چلتا ہوں آپ ٹانگے میں بیٹھ کر چلے جائیں۔ لیکن وہ شرمندہ ہوئے اور سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد جب مہمان خانے پہنچے تو حضور نے خود ان کے بستر اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر جب یہ حالت دیکھی تو خدام نے فوری طور پر ان کا سامان اتارا، انتظام کیا۔ حضورؑ نے ان کے لئے دو نواڑی پلنگ منگوائے، ان کے بستر کروائے، ان سے کھانے وغیرہ کا پوچھا۔ اس علاقے کے لوگ زیادہ تر چاول کھانے والے تھے۔ جب تک کھانے کا انتظام نہیں ہو گیا وہیں تشریف رکھی۔ پھر (حضورؑ کا یہ معمول تھا کہ جتنے دن وہ وہاں ٹھہرے، روزانہ ایک گھنٹے کے قریب ان کے پاس آ کر بیٹھتے تھے۔ ایک تقریب ہوتی تھی، تقریر وغیرہ فرماتے تھے) جس دن انہوں نے واپس جانا تھا صبح کا وقت تھا اس دن بھی حضور نے دو گلاس دودھ منگوا کر انہیں پلایا اور پھر نہر تک انہیں چھوڑنے بھی گئے۔ (سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ روایت نمبر1071صفحہ477 تا 479)

تو صرف یہ نہیں کہ ان کو ایک دفعہ واپس لے آئے اور بس مہمان نوازی ختم ہو گئی۔ بلکہ باقاعدہ جتنے دن وہ رہے انہیں پوچھتے رہے روزانہ ایک گھنٹہ کے قریب جا کے ان کے پاس بیٹھتے رہے اور ان کی دلداری بھی کرتے رہے اور ان کے سوالوں کے جواب بھی عطا فرماتے تھے۔ انہیں اپنی مجلس سے فیضیاب فرماتے رہے تو یہ تھے آپؑ کی مہمان نوازی کے طریقے۔

پھر حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں 1901ء میں ہجرت کر کے قادیان آیا تو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ تھا، تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے رہنے کے لئے جو کمرہ دیا وہ حضور کے اوپر والے مکان میں تھا، اس میں صرف دو چھوٹی چھوٹی چارپائیاں بچھ سکتی تھیں۔ کہتے ہیں چند ماہ ہم وہاں رہے۔ ایک دن کا واقعہ وہ سناتے ہیں کہ یہ کمرہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر اور صحن سے اتنا قریب تھا کہ باتوں کی آواز آیا کرتی تھی۔ تو کہتے ہیں کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ بے انتہا مہمان آ گئے پورا گھر بھی بھرا ہوا تھا، جو رہائش کی جگہیں تھیں وہ بھی بھری ہوئی تھیں۔ تو اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکرام ضیف پر مہمان نوازی پر حضرت بی بی صاحبہ (حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو پرندوں کا ایک واقعہ سنایا تو کہتے ہیں کیونکہ مَیں بالکل ساتھ تھا اس لئے صاف آواز میں سن رہا تھا۔ فرمایا کہ دیکھو ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہو گئی، رات اندھیری تھی، قریب کوئی بستی نہیں دکھائی دی وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے بیٹھ گیا اور اس درخت کے اوپر ایک پرندے کا آشیانہ تھا، گھونسلہ تھا، پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ (یہ ساری ایک حکایت ہے) کہ دیکھو یہ مسافر جو ہمارے آشیانے کے نیچے آ بیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ تو مادہ نے بھی اس سے اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کیا کہ ٹھنڈی رات ہے ہم اس کو گرمی کس طرح پہنچا سکتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اپنا تنکوں کا گھونسلہ (آشیانہ) توڑ کر نیچے پھینک دیتے ہیں اس کو آگ لگا کر یہ آگ سینکے گا؟ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب مسافر نے اس کو اٹھا کر کے

First Minute Reiseburo

خوشخبری۔ پاکستان، انڈیا، انگلینڈ، USA، کینیڈا اور جماعتی فنکشن پر جانے والوں کے لئے خصوصی رعایت۔
دنیا بھر میں کہیں بھی بذریعہ ہوائی جہاز یا بحری جہاز سفر کرنے کے لئے جرمنی بھر میں اب آپ گھر بیٹھے چند لمحوں میں ٹیلی فون، SMS اور ای میل کے ذریعہ OK ٹکٹ حاصل کریں۔ مزید معلومات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

Liaqat Ali Shamsi & Afzal	Tel: 0611-4504569 Fax: 0611-4504573 Mob: 0170-6565946 E-mail: jmafzal@gmail.com Web: www.f-tur.de Address: First Minute Reiseburo, Rheinstr.17, 65185 Wiesbaden (Germany)

آ گ لگائی تو وہ آ گ سینکنے لگا سردی کا موسم تھا۔ پھران پرندوں نے سوچا کہ اب اور مزید مہمان نوازی کیا کی جاسکتی ہے؟ اب ہمیں چاہئے کہ ان کے لئے کچھ کھانے کا انتظام کریں اور کھانے کے لئے ہمارے پاس کچھ ہے نہیں، تو یہی ایک قربانی ہم دے سکتے ہیں کہ خود اس آ گ میں جا کر گر جائیں۔ چنانچہ وہ دونوں پرندے اس آ گ میں گر گئے اور مہمان نے ان کو بھون کے کھالیا۔ تو یہ حکایت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اماں جان کو سنائی کہ مہمان نوازی کے لئے قربانی کے یہ معیار ہونے چاہئیں۔ مطلب یہ ہے کہ قربانی کرنی چاہئے، یہ نہیں کہ انسان اپنے آپ کو آ گ میں ڈال لے۔

پس ہر کارکن کو اس سوچ کے ساتھ ہر مہمان کا خیال رکھنا چاہئے کہ اُس کی مہمان نوازی کا حق ادا ہو، اُس کی ضرورت کا خیال رکھا جائے، اس کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا جائے، اپنی تکلیفوں کی کچھ پرواہ نہ کی جائے، کیونکہ حق ادا کرنے کے لئے تکلیفیں تو بہرحال برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دفعہ لنگر کے انچارج کو بلا کر کہا تھا کہ ’’دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو، بعض کو نہیں اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو‘، سب مہمان تمہاری نظر میں ایک ہونے چاہئیں۔ ہر ایک کی اس طرح خدمت کرو، مہمان نوازی کرو، ’’سردی کا موسم ہے تو چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو‘۔ فرمایا کہ ’’تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو‘، جماعت اتنی پھیل گئی ہے کہ جو عہدیداران اور کارکنان ہیں ان پر ہی حسن ظن ہے کہ وہ نیک نیتی سے اپنے سارے کام بجالانے والے ہوں۔‘‘ ان سب کی خوب خدمت کرو، اور اگر کسی کے گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلے کا انتظام کردو‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ492۔ جدید ایڈیشن)

جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا کہ یہ دیکھے بغیر کہ کون امیر ہے اور کون غریب ہے، کس کے کپڑے اچھے ہیں کس کے بُرے ہیں، جو مہمان ہے اس کی مہمان نوازی کرنا ہم پر فرض ہے۔ پس یہ واقعات جو آنحضرت ﷺ کے اسوہ کے اور جو چند نمونے مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دکھائے یہ صرف اس لئے ہیں کہ ہم ان نمونوں کو ہمیشہ زندہ رکھیں اور قائم کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک دفعہ پھر ہمیں موقع دیا ہے کہ مہمان نوازی اور خدمت کرکے ہم جلسے کی برکات سے فیض اٹھانے والے ہوں گے ان برکتوں کے وارث بننے والے ہوں گے ثواب حاصل کرنے والے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان مہمانوں کی خدمت کے لئے مقدر کی ہیں۔ اس لئے تمام کارکنان شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ پورے خلوص سے ہر وقت ان مہمانوں کی خدمت پر کمربستہ رہیں۔ مختلف شعبہ جات کے کارکنان ہیں، ان شعبہ جات میں رہائش بھی ہے، ٹرانسپورٹ ہے، خوراک، صفائی، آب رسانی، طبی امداد، جلسہ گاہ وغیرہ اور ہر ایک کے اپنے اپنے فرائض اور ڈیوٹیاں ہیں اور ہر ایک کا مہمان سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے، ان کی باتیں سنیں اور ان کا خیال رکھیں۔ مہمانوں کی طرف سے بعض دفعہ غلط فہمی کی وجہ سے زیادتی بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی کارکن کا کام یہی ہے کہ صبر اور حوصلے سے اسے برداشت کرے۔ بعض لوگ ایسے ملکوں سے آئے ہیں جہاں بعض سہولتیں نہیں ہیں یا مختلف قسم کے ان کے طریق رائج ہیں۔ بعض چیزوں کا وہ خیال نہیں رکھتے، ارادۃً نہیں بلکہ پتہ نہیں ہوتا کہ کس طرح کس چیز کو استعمال کرنا ہے یا کس لحاظ سے کس حد تک صفائی کا خیال رکھنا ہے۔ مثلاً ٹائیلٹ وغیرہ کی صفائی ہے تو جو کارکنان صفائی پر مقرر ہیں خود کر دیا کریں۔ بجائے یہ بولنے کے کہ مہمان آئے اور گند کر کے چلے گئے۔

گرمیوں کو روحانی ترقی کے ساتھ خاص مناسبت ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مَیں ایک مرتبہ ڈلہوزی گیا۔ کسی مقدمہ کی تقریب تھی۔ جب مَیں وہاں پہنچا تو خلاف عادت دیکھا نہ گرمی ہے نہ پسینہ آتا ہے۔ بارش ہوتی ہے اور بادل گھروں میں اندر گھس آئے۔ ہر وقت اندر بیٹھے رہنا۔ نہ چلنے پھرنے کے لئے موقع ہے۔ اگر ہر روز چائے نہ پئیں تو اسہال آجائیں۔ ایک دو دن مَیں نے گزارے پھر سخت تکلیف محسوس ہونے لگی اور مَیں جب تک پٹھانکوٹ نہیں پہنچ گیا طبیعت میں نشاط اور انشراح پیدا نہ ہوا............

فرمایا: مَیں دیکھتا ہوں کہ گرمیوں کو بھی روحانی ترقی کے ساتھ خاص مناسبت ہے۔ آنحضرت ﷺ کو دیکھو کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے مکّہ جیسے شہر میں پیدا کیا اور پھر آپؐ ان گرمیوں میں تنہا غارِ حرا میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ کیسا عجیب زمانہ ہوگا۔ آپ ہی ایک پانی کا مشکیزہ اٹھا کر لے جاتے ہوں گے‘‘۔

(ملفوظات جلد 4صفحہ316)

آنحضرت ﷺ نے تو یہ اسوہ ہمارے سامنے پیش فرمایا کہ ایک جو غیر مسلم آیا تھا اور بستر گندہ کرکے چلا گیا تو آپ نے صرف اس لئے اس بستر کو خود صاف کیا کہ وہ میرا مہمان ہے۔ تو یہ نمونے ہمارے سامنے اس لئے ہیں کہ ہم ان پر عمل کرنے والے بنیں۔ صبر اور حوصلے سے اور اعلیٰ اخلاق سے ہر ایک سے سلوک کریں اور ہمیشہ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ بغیر ماتھے پر بَل لائے اپنے فرائض انجام دیں۔ بہرحال ہر کارکن کے لئے بنیادی چیز جیسا کہ مَیں کئی دفعہ دوہرا چکا ہوں کہ صبر، حوصلہ اور اعلیٰ اخلاق ہیں۔ اس کا خیال رکھنا چاہئے اور پھر اس کے ساتھ سب سے اہم چیز دعا ہے اس کی طرف بھی توجہ رہے۔ دعا کے بغیر تو ہمارا کوئی کام نہیں ہوسکتا اور کارکنان دعاؤں کے ساتھ ساتھ جو سارا دن اپنے کام کے دوران کرتے ہیں، نمازوں کی پابندی کی طرف بھی توجہ رکھیں۔

اللہ تعالیٰ خوش اسلوبی سے تمام کارکنان کو اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کسی بھی قسم کی بدمزگی نہ ہو۔ مہمان بھی آپ سے خوش ہوں اور آپ مہمانوں سے خوش ہوں۔ بارشوں کی وجہ سے بڑی فکر ہے، بعض انتظامات میں مشکلات پیش آ سکتی ہیں۔ اس کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور بارشیں ہمارے کسی کام میں روک نہ بنیں۔ آج بھی یہاں آتے ہوئے جو 20-25 منٹ میں لیٹ ہوا ہوں، حالانکہ بارش کی وجہ سے اپنے وقت سے 5-6 منٹ پہلے روانہ ہوا تھا، اس کے باوجود سڑکیں بلاک تھیں، سڑکیں بند تھیں، ٹریفک جام تھا، کہیں پانی کھڑا تھا تو ہم لیٹ ہوگئے۔ حدیقۃ المہدی میں اس طرح کی روکیں ہیں کیونکہ زمین نرم ہے اس لئے وہاں مختلف شعبہ جات کو بعض کاموں میں دِقّت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے آسانیاں پیدا کرے اور کسی قسم کی روک نہ بنے اور مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

دوسری ایک دعا کی تحریک مَیں کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ آجکل ہر ایک کو پتہ ہے کہ پاکستان کے حالات دن بدن بگڑتے چلے جارہے ہیں اور اب تک سینکڑوں قتل ہو چکے ہیں۔ مسلمان، مسلمان کو قتل کر رہا ہے حالانکہ حدیث میں ہے کہ جو مسلمان مسلمان کو قتل کرے وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قتل کرنے والوں کے لئے قرآن کریم میں بھی لعنت اور عذاب اور جہنم کا بہت سخت انذار فرمایا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ان لوگوں کو عقل دے اور ملک کو بھی بچائے، کیونکہ جب اس طرح اندر سے دشمنیاں اٹھتی ہیں، اندر سے کمزوری پیدا ہوتی ہے پھر باہر کے دشمن بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ملک کو محفوظ رکھے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم کرے جو حقیقت کو سمجھتے نہیں اور اپنی تباہی کا خود سامان پیدا کر رہے ہیں۔

SPECIAL FLIGHTS

YOUR BEST CHOICE FOR FLEXIBLE, LONG HAUL HOLIDAYS...WORLDWIDE

ISLAMABAD	£370	KARACHI	£290	LAHORE	£370
MUMBAI	£180	DELHI	£180	HYDERABAD	£275
NEW YORK	£160	WASHINGTON	£210	TORONTO	£220
BANGKOK	£320	HONG KONG	£340	MANILA	£355
ACCRA	£280	LAGOS	£350	JOHANESBURG	£350
DUBAI	£140	JEDDAH	£310	MUSCAT	£210

DISCOUNTED PACKAGES

UMRAH/HAJJ PACKAGES & VISA DUBAI HOLIDAY PACKAGES

CARGO SERVICES AROUND THE WORLD

SPECIAL SERVICES

Special Flights · Cater for Hajj · Umrah Packages

Visa Service · Family Packages · Single Trips

Advance Purchase discount with P.I.A

WE ARE HERE TO TAKE YOUR CALL IN PERSON
"PLEASE CALL IN FOR OTHER DESTINANTIONS"

MON-FRI 9:30am – 6:30pm SAT 9:30am – 2:00pm
Tel: 020 8672 2693 Fax: 020 8767 6519
Email: specialflights@btinternet.com
specialflights4u@yahoo.co.uk

We are working under IATA and ATOL Bonded Agents.

بقیہ: خلافت راشدہ از صفحہ نمبر 4

چاہتا ہوں۔ چنانچہ ہم دونوں جنگل کی طرف نکل گئے۔ مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کے بعد جلد ہی کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس وجہ سے کہ جماعت میں اختلاف ہے اور فتنے کا ڈر ہے پورے طور پر بحث کر کے ایک بات پر متفق ہو کر کام کرنا چاہئے۔ میں نے کہا کل تک امید ہے کافی لوگ جمع ہو جائیں گے اس لئے میرے نزدیک کل جب تمام لوگ جمع ہو جائیں تو مشورہ کر لیا جائے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ نہیں اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے۔ چار پانچ ماہ جماعت غور کر لے پھر اس کے بعد جو فیصلہ ہو اس پر عمل کر لیا جائے۔ میں نے کہا کہ اس عرصہ میں اگر جماعت کے اندر کوئی فساد ہو گیا تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ جماعت بغیر لیڈر اور راہنما کے ہوگی اور جب جماعت کا کوئی امام نہیں ہوگا تو کون اس کے جھگڑوں کو حل کرے گا اور جماعت کے لوگ کس کے پاس اپنی فریاد لے کر جائیں گے۔ فساد کا کوئی وقت مقرر نہیں، ممکن ہے آج شام کو ہی ہو جائے۔ پس یہ سوال رہنے دیں کہ آج اس امر کا فیصلہ نہ ہو کہ کون خلیفہ بنے بلکہ آج سے پانچ ماہ کے بعد فیصلہ ہو۔ ہاں اس امر پر ہمیں ضرور بحث کرنی چاہئے کہ کون خلیفہ ہو اور میں نے مولوی محمد علی صاحب سے کہا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اور میرے ہم خیال اس بات پر تیار ہیں کہ آپ لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ مولوی صاحب نے کہا یہ بڑی مشکل بات ہے آپ سوچ لیں اور کل اس پر پھر گفتگو ہو جائے۔ چنانچہ ہم دونوں الگ ہو گئے۔

مولوی محمد علی صاحب کا ایک ٹریکٹ

رات کو جب مَیں تہجد کے لئے اٹھا تو بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نے مجھے ایک ٹریکٹ دیا اور کہا کہ یہ ٹریکٹ تمام راستہ میں بیرونجات سے آنے والے احمدیوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ میں نے اسے دیکھا تو وہ مولوی محمد علی صاحب کا لکھا ہوا تھا اور اس میں جماعت پر زور دیا گیا تھا کہ آئندہ خلافت کا سلسلہ نہیں چلنا چاہئے اور یہ کہ حضرت خلیفہ اوّل کی بیعت بھی انہوں نے بطور ایک پیر کے کی تھی نہ کہ بطور خلیفہ کے۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھا تھا کہ جماعت کا ایک امیر ہو سکتا ہے مگر وہ بھی ایسا ہونا چاہئے جو واجبُ الاِطاعت نہ ہو، جو غیر احمدیوں کو کافر نہ کہتا ہو اور جس کی چالیس سال سے زیادہ عمر ہو۔ مقصد یہ تھا کہ اگر خلیفہ بنایا جائے تو مولوی محمد علی صاحب کو کیونکہ اُن کی عمر اس وقت چالیس سال سے زائد تھی اور وہ غیر احمدیوں کو کافر بھی نہیں کہتے تھے۔

انتخاب خلافت پر جماعت کے نوّے فیصد دوستوں کا اتفاق

مَیں نے جب یہ ٹریکٹ پڑھا تو آنے والے فتنہ کا تصور کر کے خود بھی دعا میں لگ گیا اور دوسرے لوگ جو اس کمرہ میں تھے اُن کو بھی مَیں نے جگایا اور اس ٹریکٹ سے باخبر کرتے ہوئے انہیں دعاؤں کی تاکید کی۔ چنانچہ ہم سب نے دعائیں کیں۔ روزے رکھے اور قادیان کے اکثر احمدیوں نے بھی دعاؤں اور روزہ میں حصہ لیا۔ صبح کے وقت بعض دوستوں نے یہ محسوس کر کے کہ مولوی محمد علی صاحب نے نہ صرف ہم سے دھوکا کیا ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی وصیتوں کی بھی تحقیر کی ہے ایک تحریر لکھ کر تمام آنے والے احباب میں اس غرض سے پھرائی تا معلوم ہو کہ جماعت کا رجحان کِدھر ہے۔ اس میں جماعت کے دوستوں سے دریافت کیا گیا تھا کہ آپ بتائیں حضرت خلیفۂ اوّل کے بعد کیا ویسا ہی کوئی خلیفہ ہونا چاہئے یا نہیں جیسا کہ حضرت خلیفۂ اوّل تھے اور یہ کہ انہوں نے حضرت خلیفۂ اوّل کی بیعت آپ کو خلیفہ سمجھ کر کی تھی یا ایک پیر اور صوفی سمجھ کر۔ اس ذریعہ سے جماعت کے دوستوں کے خیالات معلوم کرنے کا یہ فائدہ ہوا کہ ہمیں لوگوں کے دستخطوں سے یہ معلوم ہو گیا کہ جماعت کا نوے فیصدی سے بھی زیادہ حصہ اس امر پر متفق ہے کہ خلیفہ ہونا چاہئے اور اسی رنگ میں ہونا چاہئے جس رنگ میں حضرت خلیفہ اوّل تھے۔

مولوی محمد علی صاحب سے دوبارہ گفتگو

دس بجے کے قریب مجھے مولوی محمد علی صاحب کا پیغام آیا کہ کل والی بات کے متعلق مَیں پھر کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ مَیں نے اُن کو بلوا لیا اور باتیں شروع ہو گئیں۔ مَیں نے اس امر پر زور دیا کہ خلافت کے متعلق آپ بحث نہ کریں کیونکہ آپ ایک خلیفہ کی بیعت کر کے اس اصول کو تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جماعت میں خلفاء کا سلسلہ جاری رہے گا صرف اس امر پر بحث کریں کہ خلیفہ کون ہو۔ وہ بار بار کہتے تھے کہ اس بارہ میں جلدی کی ضرورت نہیں جماعت کو چار پانچ ماہ غور کر لینے دیا جائے۔ اور میرا جواب وہی تھا جو میں ان کو پہلے دے چکا تھا بلکہ مَیں نے اُن کو یہ بھی کہا کہ اگر چار پانچ ماہ کے بعد بھی اختلاف ہی رہا تو کیا ہوگا۔ اگر آپ کثرتِ رائے پر فیصلہ کریں گے تو کیوں نہ ابھی جماعت کی کثرت رائے سے یہ فیصلہ کر لیا جائے کہ کون خلیفہ ہو۔ جب سلسلۂ گفتگو کسی طرح ختم ہوتا نظر نہ آیا تو مَیں نے مولوی محمد علی صاحب سے کہا کہ باہر جو لوگ موجود ہیں اُن سے مشورہ لے لیا جائے۔ اس پر مولوی صاحب کے منہ سے بے اختیار یہ فقرہ نکل گیا کہ میاں صاحب! آپ کو پتہ ہے کہ وہ لوگ کس کو خلیفہ بنائیں گے۔ میں نے کہا لوگوں کا سوال نہیں مَیں خود یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ آپ لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لوں اور میرے ساتھی بھی اس غرض کے لئے تیار ہیں مگر انہوں نے پھر بھی یہی جواب دیا کہ آپ جانتے ہیں وہ کس کو منتخب کریں گے۔ اس پر مَیں مایوس ہو کر اُٹھ بیٹھا کیونکہ باہر جماعت کے دوست اس قدر جوش میں بھرے ہوئے تھے کہ وہ ہمارے دروازے توڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم زیادہ صبر نہیں کر سکتے۔ جماعت اس وقت تک بغیر کسی رئیس کے ہے اور آپ کی طرف سے کوئی امر طے ہونے میں ہی نہیں آتا۔ آخر مَیں نے مولوی صاحب سے کہا چونکہ ہمارے نزدیک خلیفہ ہونا ضروری ہے اس لئے آپ کی جو مرضی ہو وہ کریں۔ ہم اپنے طور پر لوگوں سے مشورہ کر کے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے ہیں۔ چنانچہ یہ کہتے ہوئے مَیں وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا اور مجلس برخواست ہو گئی۔

خلافتِ ثانیہ کا قیام

عصر کی نماز کے بعد جب نواب محمد علی خان صاحب نے حضرت خلیفہ اوّل کی وصیت سنانے کے بعد لوگوں سے درخواست کی کہ وہ کسی کو آپ کا جانشین تجویز کریں تو سب نے بالاتفاق میرا نام لیا اور اس طرح خلافتِ ثانیہ کا قیام عمل میں آیا۔

مَیں نے سنا ہے کہ اُس وقت مولوی محمد علی صاحب بھی کچھ کہنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے مگر کسی نے اُن کے کوٹ کو جھٹک کر کہا کہ آپ بیٹھ جائیں۔ بہرحال جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے ماتحت ہوا اور وہ جس کو خلیفہ بنانا چاہتا تھا اس کو اس نے خلیفہ بنا دیا۔

حضرت خلیفۂ اوّل کے بعض ارشادات کی اصل حقیقت

یہ لوگ حضرت خلیفۂ اوّل کو اپنے متعلق ہمیشہ غلط فہمی میں مبتلاء کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے اسی لئے حضرت خلیفۂ اوّل کے لیکچروں میں بعض جگہ اس قسم کے الفاظ نظر آ جاتے ہیں کہ لاہوری دوستوں پر بدظنی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ خیال کرنا کہ وہ خلافت کے مخالف ہیں جھوٹ ہے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ یہ خود حضرت خلیفۂ اوّل سے بار بار کہتے کہ ہمارے متعلق جو کچھ کہا جاتا ہے جھوٹ ہے، ہم تو خلافت کے صدقِ دل سے مؤیّد ہیں۔ مگر اب دیکھ لو اِن کا جھوٹ کس طرح ظاہر ہو گیا اور جن باتوں کا وہ قسمیں کھا کھا کر اقرار کیا کرتے تھے اب کس طرح شدت سے اُن کا انکار کرتے رہتے ہیں۔

غرض حضرت خلیفۂ اوّل کی خلافت کو تسلیم کر لینے کے بعد ان لوگوں نے بھی خوارج کی طرح اَلْحُکْمُ لِلّٰہِ وَالْاَمْرُ شُوْرٰی بَیْنَنَا کا راگ الاپنا شروع کر دیا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ناکام رکھا اور جماعت میرے ہاتھ پر جمع ہوئی۔ اُن کے بعد بھی بعض لوگ بعض اغراض کے ماتحت بیعت سے علیحدہ ہوئے اور انہوں نے بھی ہمیشہ وہی شور مچایا جو خوارج مچایا کرتے تھے مگر خدا تعالیٰ نے آج تک اُن کو ناکام و نامراد رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آئندہ بھی جماعت کو ان کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔

(باقی آئندہ)

خلافت

سدا کی ہے سدا کرتے رہیں گے
خلافت سے وفا کرتے رہیں گے
زمانے اور جو کہنا ہے کہہ لے
کہ ہم نے جو کیا کرتے رہیں گے
لہو کی آنچ پہ جو جل رہا ہے
وہی روشن دیا کرتے رہیں گے
خلافت جان ہے ایمان اپنا
اسی پہ اکتفاء کرتے رہیں گے
دوانے لوگ خوشبو اور گل کو
بھلا کب تک جدا کرتے رہیں گے
رہے یہ سائباں سر پہ ہمیشہ
خدا سے ہم دعا کرتے رہیں گے
ترے در سے کہاں جائیں خدایا
گداگر ہیں صدا کرتے رہیں گے

(مبارک صدیقی)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

ہے زندہ قوم وہ، نہ جس میں ضعف کا نشاں ملے!

جیو تو کامراں جیو

(مختلف معاشرتی مسائل کا نفسیاتی اور واقعاتی تجزیہ اور اسلامی تعلیم کی روشنی میں ان کا حل)

(ڈاکٹر امۃ الرقیب ناصرہ۔جرمنی)

قسط نمبر 5

غرور اور تکبّر

کئی لوگوں کو یہ غرور ہوتا ہے کہ وہ بہت عقلمند ہیں یا بہت ایثار اور قربانی کرنے والے ہیں۔اس لئے ان کی شادی شدہ زندگی بیحد کامیاب ہے۔فخر،غرور،تکبر خدا کو نا پسند ہے۔خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (لقمان:19) ترجمہ :اللہ یقیناً ہر شیخی کرنے والے اور فخر کرنے والے سے پیار نہیں کرتا۔

ایثار،قربانی، اور عقلمندی محض اللہ کے فضل سے کامیابی حاصل کرتی ہے۔قربانی، ایثار سب کچھ کریں مگر خود پسندی سے اس کا اظہار نہ کریں۔کامیاب شادی شدہ زندگی گزارنے والوں کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کسی ایسے مرد یا ایسی عورت کو تحقیر کی نظر سے دیکھیں یا اس کا مذاق اڑائیں جس کو شادی شدہ زندگی میں مسئلہ ہو۔

ایک بار ایک خاتون کی علیحدگی ہوگئی۔اس سے ایک بہت مضبوط خاتون نے ہنستے ہوئے پوچھا ’ہاں پھر کیا حل ہوا تمہارے مسئلہ کا؟‘۔اس عورت کو بہت بُرا لگا۔ایسے ہی دکھ سے اس کے دل میں خیال آیا کہ ان کو یہ مسئلہ ہو تو پتہ چلے کہ کیسے تکلیف ہوتی ہے؟۔کیسے مسکرا مسکرا کر پوچھ رہی ہیں؟ پھر خود ہی اس نے بے بسی سے سوچا ان کو کہاں کچھ مسئلہ ہونا ہے یہ تو اتنی مضبوط ہیں، سارا خاندان مضبوط ہے۔کچھ عرصہ بھی نہ گزرا کہ ان کی بیٹی کی علیحدگی ہوگئی۔اب تو وہ عورت ڈر گئی ہے اور خدا سے استغفار کرتی ہے کہ اس نے ایسا کیوں سوچا تھا؟ اور ان کی بیٹی کے لئے دعا کرتی ہے۔مگر مضبوط لوگ یاد رکھیں کہ خدا کو فخر غرور پسند نہیں۔یاد رکھیں کہ ؎

قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

❁......”تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے“۔

❁......”وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے“۔

❁......”تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے......کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اس کا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے“۔

❁......

”شوخی و کبر دیو لعیں کا شعار ہے
آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اسی میں ہے“

❁......”کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ“۔

سوتیلی اولاد کو مضبوط کریں

کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ کسی عورت کے خاوند کی پہلی بیوی کی اولاد ہوتی ہے یا کسی آدمی کی بیوی کے پہلے شوہر کی اولاد ہوتی ہے اور ان بچوں کی ماں یا باپ زندہ نہیں ہوتا۔یا علیحدگی کے بعد دونوں الگ الگ شادی کر لیتے ہیں۔بچے سوتیلی ماں یا باپ کے پاس رہتے ہیں۔ایسی صورت میں کئی عورتوں کا رویہ بہت اچھا ہوتا ہے اور وہ ان بچوں کو اپنی سگی اولاد کی طرح رکھتی ہیں اور اُن کو کمزور نہیں ہونے دیتیں بلکہ اگر وہ پہلے کمزور ہوتے ہیں لیکن سوتیلی ماں یا باپ کی محبت کی وجہ سے ان میں مضبوطی آ جاتی ہے۔الحمدللہ ایسے کئی واقعات ہیں۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کا نمونہ اس سلسلے میں مثالی ہے۔

آپ کی صاحبزادی آصفہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں:

”ایک مرتبہ مَیں نے امی جان سے بہت بچپن میں پوچھا کہ سوتیلا کس کو کہتے ہیں آپ نے ایک دم سختی کے لہجے میں پوچھا کیوں؟ کس نے سوتیلا لفظ بولا؟ کیوں خیال آیا؟ خبردار آئندہ یہ لفظ بولا۔آپ کے سب سے چھوٹے بیٹے عبدالرحیم خاں آپ سے دو ماہ بڑے تھے اور قادیان میں امّی کے ساتھ کھیلے ہوئے ہیں۔لیکن امّی جان نے اپنے کسی سلوک سے ان کو سوتیلا نہیں سمجھا۔امّی کا ان سے مادرانہ اور دوستانہ تعلق رہا تھا اور وہ بھی ان کی بہت عزت اور محبت کرتے تھے اور اپنی ہر بات امّی سے کہتے ابا میاں تک کوئی بات پہنچانی ہوتی تو امّی کے ذریعے پہنچاتے۔

(سیرت وسوانح حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ صفحہ نمبر330مصنفہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید صاحبہ)

یہ نمونہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے مگر بعض لوگ ان بچوں کو کمزور کرتے ہیں اور ان سے برا سلوک کرتے ہیں مگر ظاہری طور پر دنیا کو یہ بتاتے ہیں کہ ہم تو بہت اچھا سلوک کر رہے ہیں۔ہم تھوڑی دیر کے لیے یہ سوچیں کہ کیا خدا تعالیٰ کو کوئی دھوکہ دے سکتا ہے؟ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ(الملک:15) ترجمہ : کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ جس نے پیدا کیا ہے وُہی اندر کے حال نہ جانے؟ حالانکہ وہ مخفی سے مخفی رازوں کا واقف اور بہت خبردار ہے۔

ہم دلی ہمدردی اور تقویٰ سے ان بچوں کو کھڑا کرنے کی کوشش کریں۔جیسا کہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے اپنے بیٹے خالد کو کھڑا کرنے کے لئے ایک بار فرمایا ؎

ہاں یاد رہے خالد یہ شان ہے مومن کی
مایوس نہیں ہوتا اللہ کی رحمت سے
محنت اگر ہو سچّی ضائع وہ نہیں ہوتی
تم کام کئے جاؤ اخلاص سے ہمّت سے
سب فضلِ خدا ہو گا اُمید رکھو قائم
گھبرا نہ کہیں جانا افکار کی شدّت سے

(درِّ عدن)

کئی بار سوتیلی اولاد بھی عورت کو کمزور کرتی ہے۔ایک خاتون کے شوہر کی پہلی بیوی کی بیٹی نے اس خاتون کے گھر میں اتنے مسائل پیدا کر دیئے کہ میاں بیوی الگ ہو گئے۔حالانکہ وہ بیٹی شادی شدہ تھی اور اپنے گھر میں رہتی تھی۔مگر وہ خاتون جو اس کی سوتیلی والدہ تھیں وہ بے حد کمزور شخصیت کی مالک تھیں۔وہ اس بیٹی کی وجہ سے اور کچھ اپنی کمزوریوں کی وجہ سے مزید کمزور ہوگئیں۔

سوتیلی اولاد بھی عورت کو مضبوط کر سکتی ہے

کئی بار سوتیلی اولاد عورت کو مضبوط کرتی ہے۔اور یہ انتہائی قابل تعریف عمل ہے۔اس سے وہ بچے خود بھی مزید مضبوط ہوتے ہیں۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے شوہر نواب محمد علی خان صاحبؓ شادی کا حال لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”ہم چھ بجے شام بٹالہ سے روانہ ہو کر 9 بجے لاہور پہنچے۔وہاں اسٹیشن سے ہم چلے تھے کہ اتفاقاً عبدالرحمٰن کی آواز سنی۔معلوم ہوا کہ بچے شیخ عبدالرحیم کو لے کر سائیکلوں پر سوار ہو کر لینے آئے ہیں ان سعادت مند بچوں کی اس بات پر مجھ کو بہت خوشی ہوئی کہ انہوں نے اپنی نئی ماں کا خوشی اور محبت سے استقبال کیا۔پھر کوٹھی پر پہنچ کر اور بھی طبیعت خوش ہوئی کیونکہ زینب (نواب صاحب کی صاحبزادی) نے نہایت عمدہ طرح سے مبارکہ بیگم کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔زینب اور بچوں نے خوب کوٹھی سجائی تھی۔جس سے ان کی خوشی اور محبت کا اندازہ لگتا تھا۔یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ بچوں نے ان سے اپنی اصلی ماں کی طرح برتاؤ کیا۔فالحمدللہ علیٰ ذالک“۔

(سیرت و سوانح حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ،صفحہ 114 مصّنفہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید صاحبہ)

پس سوتیلی اولاد بھی عورت کو مضبوط کر سکتی ہے۔جب چھوٹے بچے ہوں تو انہیں زیادہ سمجھ بوجھ نہیں ہوتی ایسے میں والد اور دوسرے رشتے دار، عزیز، ہمسائے سب ان بچوں کے دل میں سوتیلی والدہ کا احترام اور محبت ڈال سکتے ہیں۔بچوں کو کبھی ماں کے خلاف نہ بھڑکائیں۔اگر والد سوتیلے ہوں تو والد صاحب کی محبت ان کے دلوں میں ڈالنے کی کوشش کی جائے اور والدہ اُن بچوں سے اچھا سلوک کریں۔

کئی باپ سوتیلی اولاد کو بے حد کمزور کرتے ہیں۔وہ بچے معاشرے میں سر اُٹھا کر زندہ رہنے کے قابل نہیں رہتے۔مگر کئی والد ایسا نہیں کرتے اور اپنی سوتیلی اولاد کو مضبوط کرتے ہیں، اُن کا یہ رویہ قابل تعریف ہوتا ہے۔

بالعموم اگر کوئی عورت بچوں کو کمزور کر رہی ہوگی یا بُرا سلوک کر رہی ہوگی تو وہ ڈھکے چھپے انداز میں کرے گی، کھلے عام نہیں کرے گی۔مثلاً جب اس کے بچے سکول جا رہے ہوں مگر جو سوتیلی اولاد ہے اُس کو کسی بہانے سے سکول سے ہٹا لیا جائے کہ نہیں یہ تو کمزور ہے اور وہ بچے گھر کا کام کرتے رہیں یا اُن کو مختلف نفسیاتی مسائل ہوں، وہ اعتماد سے بات نہ کرتے ہوں، وہ ڈرے اور سہمے ہوئے ہوں تو یہ خطرے کا سگنل ہوتا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ وہ بچے مشکل میں ہیں شائد اُن کے ساتھ دشمنی کی جارہی ہے اور ہوسکتا ہے کہ والد کو بھی اس کا علم نہ ہو۔

یہ بھی مشاہدہ میں آیا ہے کہ جب والد دشمنی کرے گا تو عام طور پر وہ اپنی سوتیلی اولاد سے کھلم کُھلا بیزاری کا اور بے حسی کا رویہ رکھے گا۔مگر کبھی کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔بچے کمزور ہو رہے ہوتے ہیں، اُن کی ہنسی چھن جاتی ہے مگر ظاہراً ان سے بُرا سلوک نہیں ہوتا۔ایسی صورتحال میں گہرائی میں جا کر حالات کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔

بعض اوقات اولاد کا نہ ہونا بھی عورت اور مرد دونوں کو کمزور کرتا ہے

شادی کے بعد اولاد کا نہ ہونا عورت اور مرد دونوں کو کمزور کرتا ہے۔خاص طور پر اس صورت میں اگر وہ دونوں اولاد کے شدید خواہشمند ہوں۔بعض اوقات اگر کافی سال تک اولاد نہ ہو تو کئی سسرال کے لوگ اور خاوند عورت سے بہت تعاون کرتے ہیں اس طرح عورت کمزور نہیں ہوتی۔مگر بعض جگہ ایسے نہیں ہوتا اور اولاد نہ ہونے کی صورت میں عورتیں شدید ڈیپریشن کا شکار ہوتی ہیں اور شدید کمزور ہوتی ہیں۔کئی بار معاشرے کا دباؤ بھی کافی ہوتا ہے۔عورت کو یہ لگتا ہے کہ اُس کا خاوند اولاد کے لئے دوسری شادی کر لے گا۔کمزور عورتیں ایک خوف کی حالت میں زندگی بسر کرتی ہیں اور بہت سے نفسیاتی مسائل کا شکار ہو کر ہسپتال داخل ہوتی ہیں۔

ایک خاتون جن کی اولاد نہ تھی انہوں نے کہا جب وہ کسی ایسی خاتون کو دیکھتی ہیں جس کے اولاد ہونے والی ہو تو ان کو اس عورت پہ شدید غصہ آتا ہے۔

ایک عورت کو اولاد کی شدید خواہش تھی وہ سوچتی تھی کہ ہر روز کتنے بچے پیدا ہوتے ہیں؟ کئی لوگ چاہتے بھی نہیں لیکن ان کے ہاں بچے ہو رہے ہوتے ہیں۔وہ دعا کرتی کہ اس کا ایک بچہ ہو جائے اس کی بھی اولاد ہو اور شائد اس طرح وہ مضبوط ہو جائے۔مگر کچھ عرصہ کے بعد اس کے ایسے حالات ہوئے کہ اس کو معلوم ہوا کہ اس میں خدا تعالیٰ کی بڑی حکمت تھی کہ اس کی اولاد نہ ہوئی، اگر اولاد ہوتی تو شاید اسے بے حد مشکل ہو جاتی۔

اولاد کا ہونا بھی کئی بار آزمائش کا موجب ہوتا ہے اور اولاد کا نہ ہونا بھی۔اس لئے اولاد کے حصول کے لئے اپنا طبّی علاج ضرور کروانا چاہیئے مگر کمزور نہ ہوں۔اگر خدا چاہے گا تو اولاد ہو جائیگی اور اگر نہ ہو تو اس میں

بھی خدا کی کوئی حکمت ہوگی۔ ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہنا سیکھیں اس سے آپ کو طاقت ملے گی۔

گھروں کے ماحول اور معاشرے کو کمزور اور زہر آلود کرنے والی بعض اخلاقی برائیاں

بعض اخلاقی برائیاں ایسی ہیں جنہوں نے مسلمان معاشرے کے ایک حصے پہ بہت برے اثرات مرتب کئے ہیں۔ مَیں ان اکثریت مسلمان گھرانوں کی بات نہیں کر رہی جن میں اخلاقی برائیاں نہیں ہوتیں۔ وہ نیک اور آپس میں محبت کرنے والے شریف النفس اور مضبوط گھرانے ہیں۔ میں صرف ان گھرانوں کی بات کر رہی ہوں جو تعداد میں بہت کم ہیں مگر ان میں غیبت، جھوٹ، بدظنی، الزام لگانا، بے انصافی اور خودغرضی وغیرہ برائیاں کم یا زیادہ پائی جاتی ہیں۔

بدظنّی اور غیبت

خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَ يُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ـ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْم۔

(الحجرات:13)

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو۔ کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں اور تجسس سے کام نہ لیا کرو اور تم میں سے بعض۔ بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔ اگر تمہاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو تم اس کو ناپسند کرو گے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ بہت ہی توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

خدا تعالیٰ نے غیبت اور بدظنی کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔ یہ اخلاقی بیماریاں مرد و عورت، بچّوں غرضیکہ سارے معاشرے کو کمزور کرتی ہیں۔

ایک گھر کا واقعہ ہے کہ ایک چھوٹی سی بے حد ذہین بچی تھی۔ وہ اپنے کھلونوں سے کھیل رہی تھی۔ اس کے والد صاحب گھر آئے اور پہلے وہ اپنی والدہ یا بہن کے پاس گئے پھر اس کے پاس آئے۔ اس کو ابھی ٹھیک طرح سے بولنا بھی نہیں آتا تھا۔ اس نے آہستہ سے توتلی زبان میں کہا: ''پٹیاں (پٹیاں) پڑھ کر آ گئے''۔ کسی نے اس کے سامنے یہ جملہ کہا ہوگا اور اس کو شاید اس کا مطلب بھی نہیں آتا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے والد کو کوئی اس کی والدہ کی برائی کر کے بھڑکا دیتا ہے اور پھر اس کی والدہ اور والد کا جھگڑا ہوتا ہے۔ یعنی اس نے کہا کہ کسی نے آپ کو سکھا دیا۔ اس بچی کو ساری بات معلوم نہ تھی مگر اس کا معصوم ذہن زہر آلود ہو گیا تھا۔ ہیرے موتیوں جیسی لڑکی ضائع ہو گئی۔

کسی کی غیر موجودگی میں اس کی جو برائی ہوتی ہے وہ مردہ کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ جس طرح مُردہ آ کر اپنی صفائی پیش نہیں کر سکتا اسی طرح جس کی غیبت کی جائے اس کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس کے متعلق کیا کہا جا رہا ہے اور وہ اپنی صفائی پیش نہیں کر سکتا۔ کسی مردہ کو دیکھنا ہی بہت مشکل ہوتا ہے کہاں یہ کہ کوئی ذی شعور انسان کسی مردہ بھائی کا گوشت کھانے کا تصور کرے۔

گورنمنٹ ہسپتال میں ڈاکٹری کی ملازمت کے دوران یہ ہوتا ہے کہ جو خواتین خدانخواستہ قتل ہو جاتی ہیں یا حادثے کا شکار ہوتی ہیں ان کا پوسٹ مارٹم کرنا پڑتا ہے۔ اپنی جاب کے دوران جب مجھے پہلا پوسٹ مارٹم کرنا پڑا تو میرا برا حال ہو گیا تھا۔ لاش کی اتنی بدبو تھی کہ مَیں کئی دن تک ٹھیک طرح سے کھانا نہ کھا سکی۔ مَیں آنکھیں بند کرتی تھی تو نیند نہیں آتی تھی۔ اس عورت کا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا تھا۔ مَیں دعا کرتی رہی کہ خدایا مجھے ہمت دے دے۔ میرے دل کو مضبوط کر دے۔ مَیں نے تو اپنا فرض ادا کیا ہے تا کہ اس طرح شاید اس کے قاتل کو سزا مل سکے۔ پھر کچھ دنوں بعد میں ٹھیک ہو گئی۔ مگر ہر بار جب مجھے پوسٹ مارٹم کرنا پڑا مجھے بے حد تکلیف ہوتی تھی۔ مَیں یہ اس لئے لکھ رہی ہوں کہ بعض لوگ بے حد نفاست پسند ہوتے ہیں۔ مگر عادتاً کسی نہ کسی کی برائی کر جاتے ہیں ان کو اندازہ ہو کہ اس کام کو خدا تعالیٰ نے کس بات سے تشبیہ دی ہے؟ وہ دعا کریں کہ وہ آئندہ ایسا نہ کریں۔

خود پہ ترس کھانے والے لوگوں کا ایک بہت بڑا مسئلہ بدظنی ہوتا ہے۔ ایسے لوگ جو کمزور ہوتے ہیں خود بھی بدظنی کرتے ہیں اور ان کے بارے میں اس لئے بھی بدظنی کی جاتی ہے کہ ان کو اپنا دفاع کرنا نہیں آتا اس لئے بدظنی کرنے والوں کے لئے وہ بے حد آسان شکار ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ شدید عدم تحفّظ کا شکار ہوتے ہیں اس لئے بدظنی کرتے ہیں۔ ان کو لگتا ہے سب لوگ ان کے خلاف ہیں یا کوئی ان کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ ہمارے پیارے ملک پاکستان میں ایسے کئی بار ہوتا ہے کہ ایک عورت کو اپنے میکے کا کوئی آدمی نظر آ گیا ہے اب ضروری نہیں ہے کہ وہ اس سے بات کرے مگر وہ کمزور عورت ہے رہ نہیں سکتی۔ خواہ وہ اس سے یہی پوچھے کہ چاچا! میرے گھر والوں کا کیا حال ہے؟ میرا گاؤں تو ٹھیک ہے؟ اور دیکھنے والوں میں سے کوئی بدظنّی سے کام لے کر غیر محرم سے اس گفتگو کو کچھ کا کچھ بنا دے گا۔ اس طرح کئی گھر اُجڑ جاتے ہیں، کئی قتل ہو جاتے ہیں۔ گو ایسے لوگوں کا تناسب بہت کم ہے مگر مختلف فرقوں کے بعض مسلمان گھرانے ایسے ہیں جہاں عورتیں محض شک کی بنیاد پہ کبھی کبھی قتل کر دی جاتی ہیں۔ اسلام اس بات کی تعلیم نہیں دیتا۔ اسلام میں اس طرح کسی کو قتل کرنا حرام ہے۔ یہ اسلام کی تعلیم کو سراسر بھلا دینے کی وجہ سے ہے کہ بہت ساری مصیبتوں نے ہمارے ملک کو گھیر لیا ہے۔

بھلا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریّا سے زمین پر آسماں نے ہم کو دے مارا

ایمان ثریّا پہ چلا گیا اور مسلمان زمین پر گر گیا۔ اور جو ثریّا سے ایمان کو واپس لانے کے لئے خدا کا فرستادہ نبی حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام آیا ہمارے ملک کے حکمرانوں نے اُنہیں ماننے کی بجائے ان کے پیارے خلیفہ کے لئے ایسے حالات پیدا کر دئے کہ وہ اس ملک سے ہجرت کر جائیں۔

اپنی ملازمت کے دوران مَیں نے جن قتل ہونے والی عورتوں کا پوسٹ مارٹم کیا ان میں سے 90 فیصد محض شک کی بنیاد پہ قتل ہوئیں۔ ان پہ بدظنی سے الزام لگا دیا گیا۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ جس کے خلاف بدچلنی کا الزام لگایا جاتا ہے اس کا کوئی ٹھوس ثبوت بھی ہو۔ یاد رہے کہ جھوٹا الزام لگانے والوں کے لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (النور 5-6)

ترجمہ: اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں۔ پھر چار گواہ مہیّا نہیں کرتے تو ان کی سزا یہ ہے کہ ان کو اسّی کوڑے لگاؤ۔ ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ اور وہ لوگ اپنے اس فعل کی وجہ سے شریعت اسلامی کی اطاعت سے خارج ہیں۔ سوائے ان کے جو بعد میں توبہ کر لیں۔ اور اصلاح کر لیں۔ سو ایسا کرنے پہ اللہ یقیناً بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

جب ایک عورت پر بدظنی کر کے اس پر بدچلنی کا الزام لگا دیا جائے تو وہ انتہائی کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کو لگتا ہے کہ اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ لی گئی ہے اور وہ خلا میں لٹک رہی ہے۔ اور اگر وہ پہلے سے جذباتی کمزوری کا شکار ہو تو وہ اتنی حواس باختہ ہو جاتی ہے کہ اچھی طرح الزام کی تردید بھی نہیں کر سکتی۔ پاکستان میں عورتیں اس وجہ سے بھی کمزور ہو رہی ہیں کہ وہ اسلامی قوانین جو اپنی اصل شکل میں معاشرے میں امن و امان کو بحال کرنے کے لئے اور لوگوں کو تحفّظ دینے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں دئے ہیں ہمارے ملک میں ان کو وہاں اس طرح سے نافذ کیا گیا ہے جو اسلامی تعلیم کی روح کے منافی ہے جس نے ہمارے ملک کی عورتوں کو مزید کمزور کر دیا ہے۔ اس طرح جو لوگ جرم کرتے ہیں وہ ان قوانین کی آڑ لے کر کئی دفعہ بچ جاتے ہیں۔

اپنی ملازمت میں جو پہلا پوسٹ مارٹم مجھے کرنا پڑا اس میں ایک عورت کو محض شک کی بنا پر قتل کر دیا گیا تھا۔ جو پولیس آفیسر اس کی لاش کا پوسٹ مارٹم کروانے لایا تھا کچھ عرصہ بعد وہی پولیس آفیسر کوئی اور کام لے کر میرے پاس آیا تو مَیں نے پوچھا کہ وہ جو تم پوسٹ مارٹم کروا کر رپورٹ لے گئے تھے۔ کیا اس مجرم کو سزا ہوئی؟ اس نے کہا: کہاں اس کو سزا ہونی ہے؟ وہ تو دیت کے طور پر اس عورت کے گھر والوں کو پیسے ادا کر دے گا اور رہا ہو جائے گا۔ میں نے اس پولیس آفیسر کو کہا اس مجرم کو کہنا کہ اگر ایک گولی مار دی جائے تو اس سے بھی عورت مر ہی جاتی ہے آئندہ قتل کرے تو یہ والا طریقہ اختیار نہ کرے جو اس نے کیا تھا۔ کیونکہ پوسٹ مارٹم کرتے وقت بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ پولیس آفیسر بڑا حیران ہوا۔ کہنے لگا: ہیں جی! یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ مَیں نے کہا ظاہر ہے جب تم اتنے سفّاک مجرم کو رہا کر دو گے تو وہ دوبارہ قتل کرے گا اسی لئے مَیں نے یہ پیغام دیا ہے۔ وہ کہنے لگا: ہم کیا کریں جی؟ ہم اور آپ تو اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ فیصلہ تو عدالت نے کرنا ہے۔ پھر اس نے اس صدر پاکستان کو بُرا کہا جس نے حدود کے اور قصاص کے یہ قوانین شروع کروائے حالانکہ اسلامی قانون میں قصاص و دیت کا ہرگز وہ مقصد نہیں ہے جس رنگ میں پاکستانی قانون میں رائج کیا گیا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

''اسلام میں مقتول کے وارثوں کو جو عفو کا اختیار دیا ہے اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس میں بعض دفعہ نقصانات کا بھی احتمال ہو سکتا ہے۔ مثلاً ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کو اس کے وارث ہی قتل کروا دیں اور پھر قاتل کو معاف کر دیں۔ یہ شبہ ایک معقول شبہ ہے۔ مگر اسلام نے اس قسم کے خدشات کا ازالہ کر دیا ہے۔ گو ایک طرف اس نے دو مخالف خاندانوں میں صلح کروانے کے لئے عفو کی اجازت دی ہے مگر دوسری طرف ایسی ناجائز کارروائیوں کی بھی روک تھام کر دی ہے۔ چنانچہ عفو کے ساتھ اسلام نے اصلاح کی شرط لگا دی ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ عفو اسی وقت جائز ہو سکتا ہے۔ جب اس کے نتیجہ میں اصلاح کی امید ہو۔ اگر عفو باعثِ فساد ہے تو ایسا عفو جائز نہیں اور حکومت باوجود وارثوں کے عفو کر دینے کے اپنے طور پر سزا دے سکتی ہے۔'' (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ نمبر 362)

پھر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''اگر حاکم سمجھے کہ چونکہ وارث بھی شرارت سے مروانے والے ہیں اس لئے وہ معاف کرتے ہیں تو حاکم معاف نہیں کرے گا بلکہ انہیں سزا دے گا اور وارثوں کی شرارت ثابت ہو جانے کی وجہ سے ان کی وراثت کا حق بھی زائل ہو جائے گا''۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 364)

مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایک عورت کس وجہ سے قتل ہو گئی؟ غیبت، بدظنی اور الزام تراشی کی وجہ سے ایک ہنستا بستا گھر اُجاڑ دیا گیا۔ کمزور عورتوں میں قتل ہونے کی شرح زیادہ ہے۔ مضبوط عورتوں میں یہ شرح کم ہے۔

الزام کے نتیجے میں بدنامی

کئی بار الزام کے نتیجے میں قتل تک تو نوبت نہیں آتی مگر بدنامی بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ جن عورتوں پہ الزام لگایا جاتا ہے اُن میں ایک بڑی تعداد طلاق یافتہ اور بیوہ عورتوں کی ہوتی ہے۔ اگر کسی عورت کی خلع یا طلاق ہو جائے تو اسے بہت محتاط ہو کر مضبوطی سے رہنا ہے مثلاً:

(1) وہ اپنے رشتہ داروں کے گھر میں رات کو نہ رہے اور اگر اس کو رہنا بھی پڑے تو اپنے والدین کے ساتھ یا سگے بہن بھائیوں کے ساتھ رہے۔ اگر وہ یورپ میں ہے تو خدا کے فضل سے عام طور پہ اکیلے رہنا مشکل نہیں ہوتا۔ جب تک اس کی دوبارہ شادی نہ ہو جائے وہ اکیلی رہ سکتی ہے لیکن اسے اپنی عفت اور پاکدامنی کی حفاظت کرتے ہوئے بہادری سے رہنا ہوگا۔

(2) وہ کسی کو اپنا منہ بولا بھائی بنا کر یا انکل بنا

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

MOT
CLASS IV: £45
CLASS VII: £53
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

”اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنادیا“

جماعت احمدیہ کی ابتدائی تدریجی اور اعجازی ترقی کی ایمان افروز روئیداد

(سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پاک تحریرات وملفوظات کے حوالوں سے)

(ملک محمد اعظم آف ربوہ حال مقیم برطانیہ)

قسط نمبر 2

(26) امریکہ میں ایک شخص ”ڈوئی“ نامی نے تمام مسلمانوں کی ہلاکت کی پیشگوئی کی جس کے جواب میں سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام نے اُسے مقابلہ کے لئے ایک تفصیلی اشتہار دیا جو ستمبر 1902ء کے ریویو میں شائع ہوا۔ اس میں لکھا:

”اب اس زمانہ میں جب خدا نے دیکھا کہ زمین بگڑ گئی اور کروڑ ہا مخلوقات نے شرک کی راہ اختیار کرلی اور چالیس کروڑ سے بھی زیادہ ایسے لوگ دنیا میں پیدا ہوگئے کہ ایک عاجز انسان مریم کے بیٹے کو خدا بنا رہے ہیں اور ساتھ ہی شراب خوری اور بے قیدی اور دنیا پرستی اور غافلانہ زندگی انتہا تک پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے مجھے اس کام کے لئے مامور کیا کہ تا مَیں اِن خرابیوں کی اصلاح کروں۔ سو اَب تک میرے ہاتھ پر ایک لاکھ کے قریب انسان بدی سے اور بدعقیدگی اور بداعمالی سے توبہ کرچکا ہے اور ڈیڑھ سو سے زیادہ نشان ظاہر ہوچکا ہے جس کے اس ملک میں کئی لاکھ انسان گواہ ہیں۔ اور میں بھیجا گیا ہوں کہ تا زمین پر توحید کو قائم کروں“۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 605)

پھر اسی اشتہار میں آگے چل کر فرماتے ہیں۔

”......اور یاد رہے کہ میں اِس ملک میں معمولی انسان نہیں ہوں۔ مَیں وہی مسیح موعود ہوں جس کا ڈوئی انتظار کر رہا ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ ڈوئی کہتا ہے کہ مسیح موعود پچیس برس کے اندر اندر پیدا ہوجائے گا اور مَیں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مسیح پیدا ہوگیا اور وہ مَیں ہی ہوں۔ صدہا نشان زمین سے اور آسمان سے میرے لئے ظاہر ہوچکے۔ ایک لاکھ کے قریب میرے ساتھ جماعت ہے جو زور سے ترقی کر رہی ہے“۔

(ریویو آف ریلیجنز اردو جلد 1 نمبر 9 ماہ ستمبر 1902ء بحوالہ۔ مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 612)

(27) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب ”کشتی نوح“ میں صفحہ 81 پر فرماتے ہیں کہ:

”ہمیں ندوہ وغیرہ کی ضرورت نہیں اور نہ ان کی طرف حاجت ہے یہ سب لوگ راستی کے دشمن ہیں مگر راستی دنیا میں پھیلتی جاتی ہے۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان معجزہ نہیں کہ اُس نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں اپنے الہام سے ظاہر کر دیا تھا کہ لوگ تمہارے ناکام رہنے کے لئے بڑی کوششیں کریں گے اور ناخنوں تک زور لگائیں گے مگر آخر میں تمہیں ایک بڑی جماعت بناؤں گا۔ یہ اس وقت کی وحی ہے جب کہ میرے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا پھر میرے دعویٰ کے شائع ہونے پر مخالفوں نے ناخنوں تک زور لگائے آخر حسب پیشگوئی مذکورہ بالا یہ سلسلہ پھیل گیا اور اب آج کی تاریخ تک برٹش انڈیا میں یہ جماعت ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے ندوۃ العلماء کو اگر مرنا یاد ہے تو براہین احمدیہ اور سرکاری کاغذات کو دیکھ کر بتلاوئے کہ کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں پھر جب کہ قرآن اور معجزہ دونوں پیش کئے گئے تو اب بحث کس غرض کے لئے۔“

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 79)

(28) 4/اکتوبر 1902ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک کتاب ”رسالہ تحفہ الندوہ“ تحریر فرمایا۔ اس کے صفحہ 9 پر فرماتے ہیں کہ۔

”......اب دیکھو کہ براہین احمدیہ کی ان پیشگوئیوں کا جن کا ترجمہ لکھا گیا ہے وہ زمانہ تھا جب کہ میرے ساتھ دنیا میں ایک بھی نہ تھا۔ جب کہ خدا نے مجھے یہ دعا سکھائی کہ رب لاتذرنی فردا وانت خیر الورثین یعنی اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے یہ دعا الہامی براہین احمدیہ میں موجود ہے غرض اس وقت کے لئے تو براہین احمدیہ خود گواہی دے رہی ہے۔ کہ میں اس وقت ایک گمنام آدمی تھا۔

مگر آج باوجود مخالفانہ کوششوں کے ایک لاکھ سے بھی زیادہ میری جماعت مختلف مقامات میں موجود ہے۔ پس کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں کہ میری مخالفت اور میرے گرانے میں ہر قسم کے فریب خرچ کئے۔ منصوبے کئے مگر یہ سب مولوی اور ان کے رفیق چھوٹے بڑے سب کے سب نامراد رہے۔“

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 97)

(29) اسی رسالہ ”تحفہ الندوہ“ کے صفحہ 13 پر مزید فرماتے ہیں کہ:

”اے بداندیش حافظ سن۔ تجھے کیا خبر کہ کس قدر خدا کی تائید میری ترقی کر رہی ہے۔ حاسد اگر مر بھی جائے تو یہ ترقی رک نہیں سکتی۔ کیونکہ خدا کے ہاتھ سے اور خدا کے وعدے کے موافق ہے نہ انسان کے ہاتھ سے۔ خدا نے میری جماعت سے پنجاب اور ہندوستان کے شہروں کو بھر دیا۔ چند سال میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ اشخاص نے میری بیعت کی۔ کیا ابھی آپ نہیں سمجھتے کہ آسمان پر کس کی تائید ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں تو دس ہزار کے قریب تو طاعون کے ذریعہ سے ہی میری جماعت میں داخل ہوئے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تھوڑے دنوں میں میری جماعت سے زمین بھر جائے گی۔“

(روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ 101-102)

(30) 4/اکتوبر 1902ء بعد نماز مغرب طاعون سے متعلق بیان فرما رہے تھے کہ ایک تار آگیا ہے۔ یہ تار مولوی غلام علی صاحب رہتاسی کی طرف سے تھا کہ میں بیمار ہوگیا ہوں۔ میرے لئے ڈولی نہ بھیجو۔ کچھ عرصہ تک حضرت علیہ السلام مولوی صاحب کی بیماری کا ذکر کرتے رہے اور حالات پوچھتے رہے۔ پھر فرمایا کہ:

”ہماری جماعت جو اَب ایک لاکھ تک پہنچی ہے۔ سب آپس میں بھائی ہیں۔ اس لئے اتنے بڑے کنبہ میں کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی نہ کوئی دردناک آواز نہ آتی ہو۔ جو گزر گئے وہ بھی بڑے ہی مخلص تھے۔ جیسے ڈاکٹر بوڑیخان۔ سید خصیلت علی شاہ۔ ایوب بیگ۔ منشی جلال الدین۔ خدا ان سب پر رحم کرے“۔

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 396)

(31) 8/اکتوبر 1902ء صبح سیر کے دوران بہت سے امور کا ذکر ہو رہا تھا کہ ندوہ کا ذکر ہوا۔ فرمایا:

”احمق نہیں جانتے کہ ہماری طرف سے بات ہوتی تو یہ شوکت کب رہتی۔ طاعون ہی کے ذریعہ سے دس ہزار کے قریب لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوچکے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو وہ خود اس سلسلہ کو ہلاک کردیتا“۔

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 420)

ان دنوں ملک میں طاعون کا عذاب نازل تھا جس کی بابت آپ نے بہت پہلے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر لوگوں کو توبہ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ یہ ایک حقیقت ہے جس سے کوئی بھی باشعور انکار نہیں کرسکتا کہ کسی نبی کے زمانہ میں اس کی پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہونے والی قدرتی آفات اور الٰہی عذاب اُس نبی کی صداقت کی دلیل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب بندوں کو بصیرت عطا فرمائے اور سچائی کے قبول کرنے کی سعادت بخشے۔ آمین

(32) 13/اکتوبر 1902ء صبح سیر کے دوران ایک موقع پر یوں فرمایا۔

”ہمارے موجودہ مخالفوں اور دس برس پہلے کے مخالفوں میں بڑا فرق ہوگیا ہے۔ پہلے تو اپنے عقیدوں کو سچے ہی سمجھتے تھے مگر اب صرف نفاق سے کہتے ہیں جو کہتے ہیں ورنہ اِن عقائد کی غلطیوں کو دل میں تسلیم کر چکے ہیں۔...... یہ فوق العادت ترقی نہ ہوا گر تغیر واقع نہ ہوا ہو۔ اُن کا خزانہ کم ہو رہا ہے اور ہمارا بڑھ رہا ہے۔ اگر اُن کے پاس اپنی سچائی کے دلائل ہیں تو یہ لوگوں کو روک لیں“۔...... پھر فرمایا کہ ”ہمارے پاس جو ہر روز بیعت کے لئے آتے ہیں۔ اُن میں سے ہی آتے ہیں۔ آسمان سے تو نہیں آتے“۔

پھر جماعت کی ترقی پر مولوی محمد حسین کے ابھی تین سو تیرہ ہی کہنے پر فرمایا:

”بڑے زور سے ترقی ہو رہی ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ خدا قادر ہے کہ ایک دم میں تین سو تیرہ سے تین لاکھ تیرہ ہزار کردے۔ یہ ترقی محمد حسین کے لئے تو اعجاز ہے اگر وہ سوچے اور سمجھے، براہین احمدیہ کو پڑھے۔ یہ کتاب میں نے اب تو نہیں بنالی جس میں لکھا ہوا ہے کہ تیرے ساتھ فوجیں ہوں گی۔ باوجود مولویوں کی اس قدر مخالفت کے پھر اس قوم کا ترقی کرنا کیا یہ معجزہ نہیں جبکہ وہ اپنے ارادوں میں عاجز آگئے۔ کس قدر جدوجہد ان لوگوں نے ہمارے نابود کرنے کے لئے کی۔ گورنمنٹ تک سے چاہا کہ کسی نہ کسی طرح سے ہم کو پھنسائیں مگر خدا تعالیٰ نے ایسی زور شور سے ترقی کی جس قدر زور انہوں نے مخالفت میں لگایا۔ اب تو بات صاف ہوگئی ہے مردم شماری کے کاغذات سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ ہماری جماعت تین سو تیرہ ہے یا ایک لاکھ کے قریب“۔

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 438-439)

مَیں یہاں یہ ذکر کرنے سے رک نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدسؑ کی یہ خواہش اور یہ تمنا یا یہ پیشگوئی کس عالی شان سے پوری فرمائی کہ ایک دم میں تین سو تیرہ کی بجائے تین لاکھ تیرہ ہزار کردے، اس نے ایسا کر کے دکھا دیا اور وہ بھی حضور علیہ السلام اور مولوی محمد حسین کی زندگی میں ہی۔ چنانچہ آگے اپنے مقام پر ایک حوالہ درج کرونگا جس میں حضور علیہ السلام نے جماعت کی تعداد چار لاکھ سے زیادہ بیان فرمائی ہے۔

اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

(33) 15/اکتوبر 1902ء صبح سیر فرماتے ہوئے ایک صاحب جو شاہجہان پور سے آئے تھے کے پوچھنے پر کہ سہ سالہ پیشگوئی سے کیا مراد ہے۔ فرمایا:

”اِن تین سال کے اندر بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوچکی ہیں۔ وہ سب اسی کے ماتحت ہیں اور پھر یہ طاعون والی عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کے ذریعہ قریباً دس ہزار لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوئے اور ابھی اڑھائی مہینے باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو اور کوئی خاص عظیم الشان نشان بھی دکھا دے جو اِن سب سے بڑھ کر ہو“۔ (ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ 55)

معلوم ہوا کہ طاعون کا نشان دیکھ کر لوگوں کو توبہ کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور انہوں نے حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت توبہ کی سعادت پائی۔

(34) 27/اکتوبر 1902ء صبح سیر کے وقت بہت سے علمی امور پر گفتگو ہوتی رہی۔ اس موقعہ پر فرمایا:

”...... ہماری جماعت ہی کو دیکھ لو کہ وہ ایک لاکھ سے زیادہ ہے اور یہ سب کے سب ہمارے مخالفوں ہی سے نکل کر بنی ہے اور ہر روز جو بیعت کرتے ہیں یہ اُن میں ہی سے آتے ہیں۔ اِن میں صلاحیت اور سعادت نہ ہوتی تو یہ کس طرح نکل کر آتے۔ بہت سے خطوط اس قسم کی بیعت کرنے والوں کے آتے ہیں کہ پہلے میں گالیاں دیا کرتا تھا مگر اَب توبہ کرتا ہوں مجھے معاف کیا جاوے۔ غرض صلاحیت کی بنیاد پر قدم ہو تو وہ صالحین میں داخل سمجھا جاتا ہے“۔

(ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ 125)

(35) پھر اسی سیر کے دوران حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید مخالفت اور اعجازی ترقی کے ذکر کے بعد فرمایا:

”یہی معاملہ یہاں ہے۔ اگر یہ مخالف نہ ہوتے تو ایسی اعجازی ترقی یہاں بھی نہ ہوتی۔ یعنی اس ترقی میں اعجازی رنگ نہ رہتا کیونکہ اعجاز تو مقابلہ اور مخالفت سے ہی چمکتا ہے۔ ایک طرف تو ہمارے مخالفوں کی یہ کوششیں ہیں کہ وہ ہم کو نابود کردیں۔ ہمارا سلام تک نہیں لیتے اور غائبانہ ذکر بھی نفرت سے کرتے ہیں۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ حیرت انگیز طریق پر اس جماعت کو بڑھا رہا ہے۔ یہ معجزہ نہیں تو کیا ہے؟ کیا یہ ہمارا فعل ہے یا ہماری جماعت کا؟ نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا

ایک فعل ہے جس کی تہ اور سرّ کو کوئی نہیں جان سکتا۔ اَب اِن کو کس قدر تعجب ہوتا ہوگا کہ چند سال پہلے جس جماعت کو بالکل کمزور اور ذلیل اور ضعیف سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ چند آدمی شامل ہیں۔ اب اس کا شمار ایک لاکھ سے بھی بڑھ گیا ہے۔ اور کوئی (دن) نہیں جاتا کہ بذریعہ خطوط اور خود حاضر ہو کر لوگ اس سلسلہ میں داخل نہیں ہوتے۔ یہ خدا کا کام ہے اور اُس کی باتیں عجیب ہوتی ہیں"۔

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 454۔ جدید ایڈیشن)

(36) 7/نومبر 1902ء کو حضرت اقدس شہادت کے لئے بٹالہ تشریف لے گئے۔ بہت سے علمی امور زیر بحث آئے اور بہت سے علمی نکات بھی بیان فرمائے اور ایک جگہ یوں فرمایا:

"ہماری طرف سے کوئی سعی نہیں کی جاتی۔ ہمارے واعظ نہیں بایں ہمہ اس قدر ترقی ہو رہی ہے کہ عقل حیران ہے اور اصل یہ ہے کہ اگر ہماری سعی اور کوشش سے کچھ ہوتا تو شاید شرک ہوتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ خود جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ مما لک مغربی وشمالی میں جہاں ہم کو تین آدمیوں کا بھی علم نہیں مردم شماری کی رو سے نوسو سے زائد آدمی ہیں۔ اور یہ جماعت اَب ایک لاکھ سے بھی بڑھ گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔ خود مخالف محرک ہو رہے ہیں۔ بعض لوگوں کے خطوط آئے ہیں کہ محمد حسین کے رسالوں میں کوئی مضمون دیکھتے تھے تو اُن سے معلوم ہوا کہ آپ حق پر ہیں۔ اور بعض ایسے خطوط بھی آئے ہیں کہ کوئی فقیر ایک کتاب لایا تھا۔ وہ کتاب چھوڑ گیا اور اُس کا پتہ نہیں۔...... مخالفوں نے ہر طرح مخالفت کی مگر خدا تعالیٰ نے ترقی کی۔ یہ سچائی کی دلیل ہے کہ دنیا ٹوٹ کر زور لگاوے اور حق پھیل جاوے"۔

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 500 جدید ایڈیشن)

(37) 15/نومبر 1902 کو حضرت اقدس نے اپنی کتاب نزول المسیح کا ضمیمہ تحریر فرمایا جس کا نام "اعجاز احمدی" رکھا۔ اس کے صفحہ 28 پر فرماتے ہیں کہ:

"یاد رہے کہ رسالہ نزول المسیح میں ڈیڑھ سو پیشگوئی مَیں نے لکھی ہے۔ تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لے جائیں گے اور در بدر گدائی کرنے سے نجات ہوگی۔ بلکہ ہم اور پیشگوئیاں بھی معہ ثبوت ان کے سامنے پیش کریں گے۔ اور اسی وعدہ کے موافق فی پیشگوئی سو روپیہ دیتے جائیں گے۔ اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے۔ پس اگر میں مولوی صاحب موصوف کے لئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مریدوں سے لوں گا تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائے گا وہ سب ان کی نذر ہوگا۔ جس حالت میں دو دو آنہ کے لئے وہ در بدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مُردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے۔ ایک لاکھ روپیہ حاصل ہو جانا ان کے لئے ایک بہشت ہے۔" (ضمیمہ نزول المسیح روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ 132)

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ ایڈنبرا کے زیر اہتمام

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام

(رپورٹ: محمد اکرم ملک مبلغ سلسلہ سکاٹ لینڈ۔ یو کے)

جماعت احمدیہ ایڈنبرا کے زیرِ اہتمام جلسہ یومِ مسیح موعود علیہ السلام 25 مارچ 2007ء بروز اتوار کرکاڈی میں برمکان مکرم محترم ڈاکٹر طاہر محمود صاحب منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم محترم عبدالغفار عابد صاحب ریجنل امیر سکاٹ لینڈ نے فرمائی۔ جلسہ کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو کہ مکرم ڈاکٹر طاہر محمود صاحب نے کی اور پھر انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا۔ جس کے بعد ایک طفل عزیزم جلیس احمد نے نظم پڑھی جس کے بعد ایک اور طفل عزیزم عیسیٰ امین شیر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ دلائل بیان کئے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے اور یہ ایسے دلائل ہیں جن کی طرف حضور علیہ السلام کی راہنمائی خود خداوند کریم نے فرمائی تھی ان کے بعد ایک اور طفل عزیزم حمزہ امین شیر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس کے بعد مکرم بلال محمود صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے مختلف پہلو بیان کئے۔ آپ نے قرآن کریم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارفع مقام بھی بیان کیا۔

ان کے بعد خاکسار نے تقریر کی اور بتایا کہ کس حال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان جیسے ایک غیر معروف چھوٹے سے گاؤں سے "مسیح موعود" ہونے کا دعویٰ کیا اور نہ صرف دعویٰ کیا بلکہ بتایا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو بشارات عطا فرمائیں کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اور یہ کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت پائیں گے" اور ہم نے بفضل خدا اپنی آنکھوں سے ان پیش خبریوں کو پورا ہوتے دیکھا ہے اور دیکھ رہے ہیں اور اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے اس نور سے کس قدر روشنی حاصل کی ہے اور آپ کے پیغام کو آگے پھیلانے میں کتنا حصہ لیا ہے اور اس طرح خاکسار نے احباب جماعت کو تلقین کی کہ خدمت دین کو ایک سعادت جانتے ہوئے بجالانے کی سعی کرتے رہنا چاہیئے۔

آخر پر محترم عبدالغفار عابد صاحب نے مختصراً خطاب میں احباب جماعت کو ان کے اس اعزاز کی طرف توجہ دلائی جو خدا تعالیٰ نے انہیں عطاء فرمایا کہ اس نے ہمیں اپنے فضل سے مسیحؑ دوران کو قبول کرنے اور اسؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق عطاء فرمائی۔ ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہیئے اور اس کے شکرانے کے طور پر ہمیشہ سربسجود رہنا چاہیئے۔

آپ کے خطاب کے بعد خاکسار نے دعا کروائی جس کے بعد نمازِ ظہر وعصر باجماعت ادا کیں اور محترم ڈاکٹر طاہر محمود صاحب نے اس کے بعد جملہ احباب کی خدمت میں پُر تکلف کھانا پیش فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطاء فرمائے۔ آمین

بقیہ: جیو تو کامراں جیو
از صفحہ نمبر 11

کر اس کے ساتھ کام کے سلسلے میں گھر سے باہر اکیلی نہ جائے۔ اگر مجبوری سے جانا بھی ہو تو اس آدمی کی بیوی، بہن یا بیٹی کو لے کر جائے۔ کئی بار اکیلے کسی کے ساتھ جانے سے طلاق یافتہ یا بیوہ عورتوں کے سکینڈل بن جاتے ہیں۔

(3) جب خواتین کو غیر مردوں سے بات کرنی ہو تو ضروری اور مختصر بات کریں اور مضبوط لہجے میں اور مناسب بلند آواز میں کریں۔ ڈرے ہوئے، سہمے ہوئے لہجے میں اور سرگوشی کے انداز میں نہ ہو۔ اگر اسے اس وقت کسی بات پہ ہنسی آئے تو بہتر ہے کہ بعد میں ہنس لیں مگر اس وقت سنجیدہ رہے۔

ایک بار صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خالہ محترمہ اور ساس صاحبہ ہیں ان کا MTA کے لئے مَیں نے انٹرویو کرنا تھا۔ صاحبزادی صاحبہ پردے کی بہت پابند تھیں۔ انٹرویو کے لئے اس لئے مان گئی تھیں کہ ہم نے کہا ہم نے تو حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت اُمِ طاہرؓ یعنی ان کے والد صاحب اور والدہ صاحبہ کی باتیں کرنی ہیں۔ حضرت صاحبزادی صاحبہ بہت آہستہ آواز میں بات کرتی تھیں۔ MTA والوں نے کہا یہ بہت آہستہ بولتی ہیں انٹرویو میں مسئلہ ہوگا۔ مَیں نے ان کو بتا دیا کہ MTA والے یوں کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تم انٹرویو لوگی تو مجھے یاد کروا دینا کہ یہاں غیر مرد ہیں۔ انہوں نے کہا اسلام کا حکم ہے کہ جہاں غیر مرد ہوں وہاں عورت مضبوط لہجے اور مناسب بلند آواز میں بات کرے۔ چنانچہ مَیں نے ایسا ہی کیا۔ مَیں صاحبزادی صاحبہ کو کہہ دیتی بی بی! یہاں کیمرے والے ہیں۔ تو صاحبزادی صاحبہ مناسب بلند آواز میں بولتی رہیں اور یوں انٹرویو صحیح ریکارڈ ہو گیا۔

اسلامی پردہ الزام سے بچانے میں مددگار ہے

اسلامی پردہ عورت کو الزام سے بچانے میں مددگار ہے اور بدظنی سے بچانے کے لئے ایک اچھا ہتھیار ہے۔ پردہ عورت کو مضبوط کرتا ہے۔ یورپ میں جو لوگ پردہ پہ اعتراض کرتے ہیں ان کو ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ ایک حد ہے جو مرد اور عورت کے درمیان لگائی گئی ہے۔ آخر وہ لوگ اپنے ملک کی حدود کے لئے اتنے حسّاس کیوں ہیں؟ آج یہ حدود ختم کر دیں اور سارے لوگوں کو بے روک ٹوک آنے دیں پھر دیکھیں ملک کا کیا حال ہوتا ہے؟ یہی حال عورت کا ہے۔ وہ پردے میں اپنے آپ کو مضبوط کرتی ہے اور مضبوط ہوتی ہے۔

بدظنی رشتوں کو بے حد کمزور کر دیتی ہے۔ بدظنی کرنے والا شخص ایک غلط زاویے سے حالات کو اور انسانوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور غلط مطلب پہنا رہا ہوتا ہے اس طرح وہ اپنے آپ کو کمزور کر رہا ہوتا ہے اور اپنے اردگرد کے لوگوں کو بھی کمزور کرتا ہے۔ خوشی کے وہ لمحے جن سے وہ بے حد لطف لے سکتا تھا وہ ان کو خود ہی کھا جاتا ہے یعنی ضائع کر دیتا ہے۔ بعض اوقات یہ بدظنی اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ بدظنی کی وجہ سے ایسے لوگ خاندان سے، دوستوں سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے پر ترس کھانے لگ پڑتے ہیں کہ مَیں بیچارہ میرے سب بہن بھائی میرے خلاف منصوبے بناتے ہیں، سب لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ کبھی کہتے ہیں فلاں نے جان بوجھ کر مجھے دکھ پہنچانے کے لئے یہ کام کیا ہے۔ ان کو خواہ بار بار یقین دہانی کروائی جائے کہ ایسا نہیں ہے مگر ان کے ریکارڈ کی سوئی ایک جگہ اٹک جاتی ہے کہ نہیں ایسا ہی ہے۔ ایسے لوگوں کو اپنے لئے بہت دعا کرنی چاہئے اور دوسروں کو بھی دعا و تدبیر سے اس بدعادت کو چھڑوانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

❁...... "بدظنی ایک ایسا مرض ہے اور ایسی بُری بلا ہے جو انسان کو اندھا کر کے ہلاکت کے تاریک کنویں میں گرا دیتی ہے"۔

❁...... "بدظنی ایک سخت بلا ہے جو ایمان کو ایسی جلدی جلا دیتی ہے جیسا کہ آتش سوزاں خس وخاشاک کو"۔

❁...... "بدظنی بہت ہی بُری بلا ہے جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دور پھینک دیتی ہے۔ اور دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے"۔

❁...... "فساد اس سے شروع ہوتا ہے کہ انسان ظنون فاسدہ اور شکوک سے کام لینا شروع کرے...... بدظنی بہت بُری چیز ہے۔ انسان کو بہت سی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے۔ اور پھر چڑھتے چڑھتے یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ انسان خدا پر بدظنی شروع کر دیتا ہے"۔

❁......

"جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں
تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دور جاتے ہیں
اک بات کہہ کے اپنے عمل سارے کھوتے ہیں
پھر شوخیوں کا بیج ہر اک وقت بوتے ہیں
تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بدگمان سے
ڈرتے رہو عقاب خدائے جہان سے
شاید تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا
شاید وہ بد نہ ہو جو تمہیں ہے بدنما
شاید تمہاری فہم کا ہی کچھ قصور ہو
شاید وہ آزمائش ربِّ غفور ہو
پھر تم تو بدگمانی سے اپنی ہوئے ہلاک
خود سر پہ اپنے لے لیا خشم خدائے پاک"

❁...... "صدیقوں کے کمال حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بدظنی سے بہت ہی بچے اور اگر کسی کی نسبت کوئی سوءظن پیدا ہو تو کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے تاکہ اس معصیت اور اس کے بُرے نتیجہ سے بچ جاوے جو اس بدظنی کے پیچھے آنے والا ہے"۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم مولوی بشارت احمد بشیر صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23/مئی 2006ء میں مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر غانا کے قلم سے محترم مولوی بشارت احمد بشیر صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی کا طالبعلم تھا تو محترم بشارت احمد بشیر صاحب بھی کماسی میں مقیم تھے۔ ہوسٹل کی سہولت میسر نہ ہونے کی وجہ سے میرا قیام احمدیہ مرکز میں تھا۔ اُن دنوں جماعت کی مالی حالت کمزور تھی۔ مرکز میں کوئی کار یا فرتج وغیرہ نہ تھی۔ مٹی کے تیل سے جلنے والا چولہا استعمال ہوتا تھا۔ ایک روز آپ اُس چولہے پر کھانا پکارہے تھے کہ چولہا پھٹ گیا اور آپ کا چہرہ، ہاتھ پاؤں اور بازو بُری طرح جھلس گئے۔ ایک ٹیکسی میں ڈال کر بڑی مشکل سے آپ کو ہسپتال پہنچایا۔ حالت بہت نازک تھی اور کوئی دم کے مہمان معلوم ہوتے تھے۔ مجھے اُن دنوں آپ کی خدمت کی توفیق ملی اور یہی امر اُن کی مجھ سے محبت کا باعث بنا۔

جب آپ کی پاکستان واپسی کا پروگرام بنا تو میرے ایک کزن بشیر بن صالح کا بھی آپ کے ساتھ جانے کا پروگرام بنا۔ اُس کی فیملی اُسے اپنے خرچ پر دینی تعلیم کے لئے ربوہ بھجوا رہی تھی۔ آپ نے مجھے کہا کہ اگر میری فیملی بھی میرا خرچ برداشت کرلے تو مجھے بھی آپ اپنے ہمراہ پاکستان لے جائیں گے۔ میرے والد وفات پاچکے تھے۔ والدہ مجھے بتایا کرتی تھیں کہ اُن کی شدید خواہش تھی کہ مَیں بھی مبلغ بنوں۔ جب اُنہیں اس پیشکش کا پتہ چلا تو انہوں نے بے ساختہ کہا کہ ہم تمہارا سارا خرچ ادا کریں گے۔ میرے ایک ماموں ممبر آف پارلیمنٹ تھے، وہ مجھے دنیاوی تعلیم میں آگے لانا چاہتے تھے۔ اُنہیں جب میرے پروگرام کا علم ہوا تو بہت ناراض ہوئے۔

ہم غانا سے ایک تکلیف دہ سفر کے بعد دو ماہ میں پاکستان پہنچے۔ اس سفر پر میری والدہ کا تین سو پاؤنڈ کا خرچ اٹھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک بار مجلس انصاراللہ کی کسی میٹنگ میں میری والدہ کا ذکر یوں فرمایا کہ اس خاتون نے بڑے اخلاص سے اپنے خرچ پر اپنے بیٹے کو وقف کرکے یہاں مرکز بھجوایا ہے۔

میرے ربوہ میں قیام کے دوران محترم مولوی صاحب بھی ربوہ میں ہی مقیم تھے اور میری خاص حوصلہ افزائی کرتے تھے۔

جب آپ غانا میں امیر و مبلغ انچارج تھے تو ایک اخبار میں خبر شائع ہوئی کہ غانا کے شمالی علاقہ جات میں عیسائیوں کی اکثریت ہے کیونکہ وہاں مساجد کی بجائے گرجے زیادہ ہیں۔ آپ پر اس خبر کا اتنا اثر ہوا کہ آپ نے ملک بھر کے مرکزی اور سرکٹ مربیان کو اکٹھا کیا اور داعیان الی اللہ کو ساتھ ملاکر اُن کی ٹیمیں بناکر اُنہیں شمالی علاقے میں پھیلا دیا۔ نتیجۃً جلد ہی عیسائیت کی تبلیغ رُک گئی اور سادہ عوام کو عیسائی بنانے کی اُن کی کئی چالیں بھی معلوم ہوئیں۔ کئی گرجے ایسی جگہ تعمیر کئے گئے تھے جہاں کوئی بھی عیسائی نہیں تھا۔ وہاں گرجے میں شراب بھی مفت دی جاتی اور شراب پی کر بدمست ہونے والے سادہ لوح دیہاتیوں کے گلے میں صلیبیں ڈال کر اُنہیں عیسائی بنالیا جاتا۔

آپ نے بھی شمالی علاقوں کا دورہ ایک پرانی جیپ میں کیا جس میں کچھ کچھ دیر بعد پانی ڈالنا پڑتا تھا۔ آپ کے ڈرائیور نے تنگ آکر ایک بار کہا کہ کب ہمیں بغیر رُکے چلنے والی گاڑی میسر آئے گی۔ آپ نے مسکراکر کہا کہ گاڑیاں تو جلد مل جائیں گی اور وقت آنے پر ہوائی جہاز بھی مل جائے گا۔

آپ کو پاکستان سے بہت محبت تھی۔ مسئلہ کشمیر کے دنوں میں آپ نے تین سو معززین کو مدعو کیا اور پاکستانی سفیر کو خطاب کی دعوت دی کہ اُن لوگوں کو کشمیر کے مسئلہ کی تفصیل بتائیں۔

آپ کی امارت کے دوران ہی نصرت جہاں سکیم کا آغاز ہوا۔ اگرچہ اُس زمانہ میں احمدی 200 سیڈیز کی رقم اس سکیم کے لئے پیش کیا کرتے تھے لیکن نتیجۃً جمع ہونے والی رقم پھر بھی بہت کم تھی۔ بے حد نامساعد حالات تھے۔ آغاز میں کوئی مکان کرایہ پر لے کر سکول یا ہسپتال کا آغاز کردیا جاتا۔ صحت اور تعلیم کی وزارتوں کی طرف سے سخت نکتہ چینی ہوتی لیکن آپ کوشش کرکے مذاکرات سے بالآخر منظوری حاصل کرلیتے۔ آپ کی کوششوں سے کوکوفو، آسوکورے اور سویڈرو کے ہسپتالوں کی منظوری ملی۔

ایک بار وزارت تعلیم کی طرف سے ملک بھر کے سکولوں کو اپنی تحویل میں لینے کا منصوبہ بنایا گیا اور مختلف تعلیمی یونٹس کے جنرل مینیجرز کو بلایا گیا۔ احمدیہ سکولوں کی نمائندگی میں آپ وہاں گئے۔ عیسائیوں نے چونکہ اپنے سکول مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے کھولے تھے جہاں مسلمانوں کا نام بھی زبردستی بدل کر عیسائیوں والا نام رکھ دیا جاتا تھا، اس لئے انہوں نے حکومت کے فیصلے پر سخت تنقید کی اور ان سکولوں پر اٹھنے والی لاگت کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ جب آپ سے رائے پوچھی گئی تو آپ نے جواب دیا کہ جماعت احمدیہ نے یہ سکول، اللہ تعالیٰ کی خاطر، ملک کی خدمت کے لئے کھولے ہیں۔ اگر حکومت سمجھتی ہے کہ ان سکولوں کو اپنی تحویل میں لینے سے عوام کو زیادہ فائدہ ہے تو حکومت بے شک یہ سکول واپس لے لے، ہمیں کوئی پیسہ واپس نہ دے، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اس خوبصورت جواب سے عیسائی شرمندہ ہوئے اور وزیر بے حد متأثر ہوا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21/اپریل 2006ء میں محترمہ صاحبزادی امۃالقدوس صاحبہ کے ایک ''دوغزلہ'' سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

گھات میں ہے صفِ دشمناں شہر میں
ہیں ہدف اس کا خرد و کلاں شہر میں
کیوں ہے لفظوں پہ قدغن لگائی گئی
چیختی ہیں یہ خاموشیاں شہر میں
اس کی رحمت کے صدقے کڑی دھوپ میں
میرے سر پہ ہے اک سائباں شہر میں
آج بھی دہر میں عافیت ہے کہیں
تو بس میرے دارالاماں شہر میں

حضرت برکت بی بی صاحبہؓ

روزنامہ ''الفضل'' 24 جون 2006ء میں حضرت برکت بی بی صاحبہؓ اہلیہ حضرت مولوی فضل محمد صاحب ہرسیاں والے کے ذکرخیر پر مشتمل مکرم امۃالباری ناصر صاحبہ کا مضمون شائع ہوا ہے۔

حضرت برکت بی بی صاحبہ کا تعلق دیال گڑھ کے ایک متعصب مذہبی گھرانے سے تھا۔ شادی کے بعد آپ کے میاں نے 1895ء میں قبول احمدیت کی توفیق پائی۔ جب وہ بیعت کرکے گھر پہنچے اور آپ کو اپنی بیعت کا بتادیا تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور کچھ عرصہ بعد اپنا ایک خواب سنایا اور خیال ظاہر کیا کہ خواب میں قادیان کا نظارہ دکھایا گیا ہے۔ پہلی دفعہ جب آپ قادیان پہنچیں تو میاں صاحب سے کہا کہ اب آپ مجھے راستہ نہ بتائیں بلکہ میرے ساتھ ساتھ آئیں۔ اب میں اس راستے سے جاؤں گی جو خوابوں میں دیکھا کرتی ہوں۔ چنانچہ آپ خود گلیوں میں چلتی ہوئی دارالمسیح تک پہنچ گئیں۔ جب پہلی مرتبہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے رخ انور پر نگاہ پڑی تو پہچان گئیں کہ یہ وہی بزرگ ہستی ہے جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا اور فوراً بیعت کرلی۔ بیعت کے بعد آپؓ نے خاوند سے کہا کہ میں آپ سے کوئی چیز نہیں مانگتی صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ مجھے قادیان آنے سے نہ روکیں۔ چنانچہ پھر جلد جلد قادیان آنے لگیں۔ قادیان میں دارالمسیح میں حضرت اماں جانؓ کے پاس قیام ہوتا۔ اس قیام میں حسین واقعات کی یادیں انتہائی قابل قدر ہیں۔

☆ حضرت مسیح موعودؑ تصنیف میں مصروف تھے۔ ایک بچی انہیں پنکھا جھل رہی تھی۔ اچانک وہ بچی ایک کھڑکی پر چڑھ کے بیٹھ گئی اور بھولپن سے فرمائش کی: حضرت جی! آپ بھی یہاں آجائیں تو میں آپ کو پنکھا کروں اور حضرت اقدس اپنا کام چھوڑ کر بچی کے پاس تشریف لے گئے۔ اس شفقت کا مورد برکت بی بی صاحبہ کی بیٹی رحیم بی بی صاحبہ تھیں (جو بعد میں محترم ماسٹر عطا محمد صاحب سے بیاہی گئیں اور محترم نسیم سیفی صاحب مرحوم ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ ان کے صاحبزادے تھے)۔

برکت بی بی صاحبہؓ کو کھانا پکانے میں کافی مہارت تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ سے داد بھی حاصل کی۔ آپؑ نے فرمایا: اب یہ جب بھی آئیں یہی کھانا پکایا کریں۔

آپؓ کا حضرت اماں جانؓ سے بہت پیار کا تعلق تھا۔ کئی بار جب آپؓ کو گاؤں سے آئے دیر ہوجاتی اور کوئی لینے آتا تو حضرت اماں جانؓ فرماتیں کہ کچھ دن اَور اِسے رہنے دو۔ چنانچہ آپؓ کو لمبا عرصہ قادیان میں قیام کرنے کا موقع ملتا۔

حضرت میاں فضل محمد صاحب نے ایک خواب دیکھا تھا جس سے انہیں فکر ہوا کہ اُن کی عمر 45 سال ہوگی۔ جب وہ خواب حضرت اقدسؑ کو سنایا تو آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے دگنی کردیا کرتا ہے۔ چنانچہ اُن کی عمر 90 سال ہوئی۔

برکت بی بی صاحبہ نے بیعت کے وقت خواب دیکھا تھا جس میں معصوم بچے کی زبان سے اولاد کی بشارت بھی ملی تھی۔ آپ کے ہاں دو بیٹیوں کے بعد بیٹا ہوا مگر کم عمری میں فوت ہوگیا جس کا آپکو بہت صدمہ تھا، خادم دین بیٹے کی خواہش تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا جس کا نام حضرت مسیح موعودؑ نے عبدالغفور رکھا اور بچے کو ایک روپیہ عنایت فرمایا۔ یہ بیٹا ابوالبشارت عبدالغفور سلسلہ احمدیہ کا عظیم مجاہد بنا۔ تیسرا بیٹا 1903ء میں پیدا ہوا تو حضرت اقدسؑ نے عبدالرحیم نام رکھا۔ یہ بیٹا درویش قادیان بنا۔ ایک بیٹے کی پیدائش سے پہلے برکت بی بی صاحبہ نے جو خواب دیکھا اُس میں حضور علیہ السلام نے صالح بیٹے کی خوشخبری دی۔ جب وہ بیٹا پیدا ہوا تو حضورؑ نے اس کا نام بھی صالح محمد رکھا۔ اس بیٹے کو افریقہ میں خدمت کی توفیق ملی۔ ایک بیٹے عبداللہ تھے جن کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے 9 نومبر 1956ء کے خطبہ میں فرمایا ''چوتھا لڑکا مبلغ تو نہیں مگر وہ ربوہ آگیا ہے اور یہیں کام کرتا ہے۔ پہلے قادیان میں کام کرتا تھا لیکن اگر کوئی شخص مرکز میں رہے اور اس کی ترقی کا موجب بنے تو وہ بھی ایک رنگ میں خدمت دین ہی کرتا ہے''۔

حضرت برکت بی بی صاحبہؓ کے بطن سے پانچ بیٹوں کے علاوہ پانچ بیٹیاں بھی پیدا ہوئیں۔

جلسہ سالانہ پر قادیان کی طرف سفر کرنے والے مختلف سواریوں پر اور کبھی قافلوں کی صورت میں پاپیادہ سفر کرتے۔ کبھی ان مسافروں کا پڑاؤ ہرسیاں میں میاں فضل محمد صاحبؓ کا گھر ہوتا۔ برکت بی بی صاحبہ بشاشت اور حوصلے سے مہمانوں کے قیام و طعام کی خدمت سرانجام دیتیں۔

1918ء میں حضرت برکت بی بی صاحبہؓ ایک خواب کی بناء پر ہجرت کرکے قادیان آبسیں۔ لیکن جلد ہی اُسی خواب کی تعبیر کے مطابق بچہ کی پیدائش کے موقع پر زچہ و بچہ دونوں وفات پاگئے۔ قادیان ہجرت کرکے جس محلے میں یہ آباد ہوئیں اس محلّہ کا نام حضرت میاں فضل محمد صاحبؓ کے نام پر دارالفضل رکھا گیا۔

حضرت برکت بی بی صاحبہؓ صاحبِ رؤیا و کشوف تھیں۔ آپؓ کی اولاد کو حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے خوب پھل لگے جس کا ذکر حضرت خلیفۃالمسیح الرابع نے اپنی اردو کلاس منعقدہ 9 جون 1999ء میں تفصیل سے کیا تھا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12 اپریل 2006ء میں مکرم عطاءالمجیب راشد صاحب کی خلافت احمدیہ سے متعلق نظم ''شجرعظیم'' شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے۔

یوں تو دنیا میں گلستاں ہیں بہت اور جا بجا
ہرطرف ہے رنگ و بو، اشجار ہیں بے انتہا
اک شجر لیکن ہے سب اشجار سے بالکل جدا
اپنی عظمت اور یکتائی میں ہے سب سے سوا
ہو گیا کتنا تناور دیکھتے ہی دیکھتے
اس کی عظمت پر ہے شاہد ایک عالم برملا
یہ شجر ہے احمدیت، مأمنِ ہر جنّ و انس
جو بھی آیا اس کے نیچے پا گیا رازِ بقا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
17th August 2007 – 23rd August 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 17th August 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
00:55 Al Maa'idah
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 96, Recorded on 1/11/1995.
02:45 Huzoor's Tours
03:30 Seminar: speech delivered by Dr Hameedullah Nusrat Pasha on the topic of the Holy Qur'an as a remedy for present day problems.
04:20 Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 190, Recorded on 8th April 1997.
05:20 Moshaairah
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Children's class with Huzoor. Recorded on 27th September 2003.
08:05 Le Francais C'est Facile
08:30 Siraiki Service
09:10 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 23 recorded on 23rd December 1995.
10:15 Indonesian Service
11:10 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
13:20 Tilaawat & MTA News review
14:05 Dars-e-Hadith
14:20 Bengali Service: a discussion in Bengali replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
15:30 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00 Friday Sermon [R]
17:15 Spotlight
18:05 Le Francais C'est Facile [R]
18:30 Arabic Service: Discussion programme about the true concepts of Islam.
20:25 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 MTA Variety: a documentary on the history of Cordoba, Spain.
22:55 Urdu Mulaqa'at: Session 23 [R]

Saturday 18th August 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:10 Le Francais C'est Facile
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session no. 97. Recorded on 02/11/1995.
02:45 Spotlight
03:25 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 17th August 2007.
04:20 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 23 recorded on 23rd December 1995.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:00 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor. Recorded on 4th March 2007.
08:00 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (as)
08:35 Friday Sermon [R]
10:00 Indonesian Service
11:00 French Service
12:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
15:00 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:00 Rang-e-Bahar: a poetry recital held by Majlis Ansarullah on the occasion of the 2007 Ansarullah sports rally.
16:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 25/02/1996. Part 2.
17:55 Attractions of Australia
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:10 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (as) [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 19th August 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Qur'an Quiz
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 98, recorded on 07/11/1995.
02:30 Kidz Matter
03:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 17th August 2007.
04:15 Rang-e-Bahar
04:50 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (as)
05:30 Attractions of Australia: a documentary about surfing.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor recorded on 3rd December 2006.
08:10 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to East Africa in 2005.
09:05 Learning Arabic: Lesson no. 13.
09:30 Kidz Matter: a discussion programme with members of Nasirat discussing issues related to Purdah.
10:10 Indonesian Service
11:10 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 29th June 2007.
12:20 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:20 Bengali Service: a discussion in Bengali replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
14:20 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 17th August 2007.
15:25 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:30 Huzoor's Tours [R]
17:30 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 23rd May 1984.
18:05 Learning Arabic: lesson no. 13 [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Kidz matter [R]
20:10 MTA International News Review
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:05 Huzoor's tours [R]
23:05 Ilmi Khitabaat

Monday 20th August 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:00 Learning Arabic: no. 13
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 99, Recorded on 08/11/1995.
02:35 Friday Sermon: recorded on 17th August 2007
03:40 Question and Answer Session
04:10 Ilmi Khitabaat
05:00 MTA Travel: a visit to the city of London, including visits to Houses of Parliament and Buckingham Palace.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor, recorded on 5th March 2006.
08:10 Le Francais C'est Facile
08:30 Medical Matters
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th November 1998.
10:05 Indonesian Service
11:05 Ghazwat-e-Nabi (saw): a discussion about Holy wars.
11:55 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:00 Bangla Schomprochar
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 15th September 2006.
15:25 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:35 Spotlight: a speech delivered by Maulana Hameed Kausar about modern day inventions in light of the Holy Qur'an/
17:10 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:00 Medical Matters [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 100, Recorded on 09/11/1995.
20:35 MTA International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:20 Friday Sermon [R]
23:45 Medical Matters [R]

Tuesday 21st August 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:15 Le Francais C'est Facile
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 100, Recorded on 09/11/1995.
02:45 Friday Sermon: recorded on 15/09/2006.
04:05 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th November 1998.
05:15 Ghazwat-e-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:05 Children's class with Huzoor. Recorded on 11th October 2003.
08:05 Learning Arabic
08:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th May 1984.
09:35 Peace Symposium 2007
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V: Concluding address delivered on 28th December 2005 at Jalsa Salana Qadian.
15:00 Children's Class [R]
16:00 Learning Arabic [R]
16:45 MTA Travel: a travel programme featuring a visit to Malta.
17:10 Question and Answer session [R]
18:00 Peace Symposium [R]
18:30 Arabic Service
20:45 MTA International News Review Special
21:00 Children's Class [R]
22:05 Peace Symposium [R]
22:30 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
23:30 MTA Travel: a visit to Malta

Wednesday 22nd August 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:05 Learning Arabic: lesson no.15
01:45 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 101, recorded on: 14/11/1995.
02:45 Peace Symposium
03:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th May 1984.
04:30 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V
05:30 MTA travel: a visit to Malta
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
06:55 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor, recorded on 7th April 2007.
08:00 Discussion
08:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd May 1984.
09:25 Indonesian Service
10:35 Attractions of Australia
11:15 Swahili Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Lajna Magazine
15:05 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 20th April 1984.
15:55 Jalsa Speeches: speech delivered by Ataul Mujeeb Rashid on the topic of the beliefs of Ahmadiyyat. Rec. 27/12/2005.
16:25 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
17:45 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 102, recorded on 15/11/1995.
20:30 MTA International News Review
21:10 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:10 Jalsa Speeches [R]
22:45 Attractions of Australia [R]
23:10 From the Archives [R]

Thursday 23rd August 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 102, recorded on 15/11/1995.
02:00 The Philosophy of the Teachings of Islam
02:30 Hamari Kaa'enaat
02:50 Attractions of Australia
03:20 From the Archives
04:15 Lajna Magazine
05:25 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor. Recorded on 9th December 2006.
08:10 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 01/10/1995.
09:20 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Tanzania, West Africa.
10:00 Indonesian Service
11:00 Safar Hum Nay Kiya: sights of Pakistan
11:25 Al Maa'idah: a cookery programme
11:40 Dars-e-Hadith
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:15 Bengali Service
14:15 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 191, recorded on 9th April 1997.
15:20 Huzoor's Tours [R]
16:00 English Mulaqa'at [R]
17:05 Safar Hum Nay Kiya [R]
17:30 Mosha'airah
18:30 Arabic Service
20:30 MTA News Review
21:10 Safar Hum Nay Kiya [R]
21:35 Tarjamatul Qur'an Class, session 191 [R]
22:40 MTA Variety
22:50 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 | Friday 10 August, 2007 | Issue No. 32

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

”مولانا آنٹی“

مندرجہ بالا دلچسپ عنوان پر مشتمل روزنامہ ”وقت“ لاہور (6/جولائی 2007ء) کا اداریہ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

”لال مسجد کے خطیب مولانا عبدالعزیز برقع پہن کر خواتین کے جتھے میں فرار ہونے کی کوشش کر رہے تھے کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اسلام آباد ٹریفک پولیس کی لیڈی کانسٹیبلز نے جب مولانا کی تلاشی لینے کی کوشش کی تو ان کی ساتھی خواتین نے شور مچا دیا کہ یہ ہماری آنٹی ہیں ان کی تلاشی نہ لیں جس پر خاتون پولیس اہلکاروں کا شک پختہ ہو گیا اور انہوں نے تلاشی لینے کے بعد مولانا کے چہرے سے نقاب اتار دیا۔ پکڑے جانے کے بعد وہ وفاقی وزیر مذہبی امور اعجاز الحق کے گلے لگ کر روتے رہے اور ان سے کہا کہ میرا کچھ کریں۔ مولانا نے مسجد کے طلبہ کو بھی پیغام دیا کہ جو بھاگ سکتا ہے بھاگ جائے، باقی ہتھیار ڈال دیں تاہم ان کے بھائی مولانا عبدالرشید غازی نے وضاحت کی ہے کہ ان کے بھائی نے فرار ہونے کی کوشش نہیں کی بلکہ وہ اعلیٰ حکومتی شخصیت سے ملنے جا رہے تھے۔ لگتا ہے م مولانا عبدالعزیز کو آنٹی شمیم یا چینی خواتین میں سے کسی کی آہ لگ گئی ہے یا پھر ان میں قدرتی طور پر تھوڑا بہت زنانہ پن پایا جاتا ہے کیونکہ لال مسجد کے ڈرامے کا ہر ”سین“ مولانا کی نسوانیت پر دلالت کرتا ہے۔ کہا ں بڑی بڑی بڑھکیں اور فتوے، کہاں برقع پہن کر فرار ہونا۔ طالبات کی طرف سے ان کو آنٹی کہنے سے اس شبہ کو مزید تقویت ملتی ہے۔ پھر وہ گرفتار بھی لیڈی پولیس کے ہاتھوں ہوئے، اس کے علاوہ مسجد کے طلباء کو بھاگنے کا پیغام دینا بھی کوئی مردوں والی بات نہیں اور مولانا کے برادر خورد کا بیان تو کمال کا ہے کہ میرے بھائی نے بھاگنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اعلیٰ شخصیت کو ملنے گئے تھے۔ اسلام آباد کی وہ کون سی اعلیٰ شخصیت ہے جو مولویوں کو برقعے میں دیکھنے کی شوقین ہے؟ اس واقع نے ہمیں وہ شخص یاد دلا دیا ہے جس نے خودکشی کی نیت سے دریا میں چھلانگ لگائی لیکن پانی کی سطح کم ہونے کے باعث ڈوب نہ سکا اور بیٹھ کر منہ ہاتھ دھونے لگا۔ بچانے کے لئے آنے والوں کے اکٹھا ہونے پر اس نے کہا کہ مَیں نے تو وضو کے لئے چھلانگ لگائی تھی۔ بہرحال برقع پہن کر مولانا نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ صرف مولانا ہی نہیں بلکہ آنٹی بھی ہیں۔ چنانچہ یہ شعر ”مولانا آنٹی“ کی نذر کیا جاتا ہے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا“

❁❁❁❁❁❁

عبدالرشید غازی کا خوفناک قلمی چہرہ

روزنامہ ایکسپریس 5/جولائی 2007ء کا ایک معلومات افروز نوٹ:

”اسلام آباد (ایکسپریس نیوز) لال مسجد کے بانی مولانا عبداللہ جنوبی پنجاب کے ضلع راجن پور کے گاؤں روجھان میں پیدا ہوئے۔ 1998ء میں جب وہ اسلام آباد میں ایک نامعلوم گولی کا نشانہ بنے تو ان کے ورثاء میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ وصیت کے مطابق ان کے بڑے بیٹے مولانا عبدالعزیز کو ان کا جانشین اور لال مسجد کا خطیب مقرر کیا گیا۔ اس طرح والد صاحب کی وفات کے بعد مولانا عبدالعزیز خطیب لال مسجد اور جامعہ فریدیہ اور ان کی زوجہ جامعہ حفصہ کی مہتمم قرار پائیں۔ مولانا عبدالعزیز ایک فرمانبردار فرزند کے طور پر ایک غیر متنازعہ فرد سمجھے جاتے تھے۔ لیکن ان کے چھوٹے بھائی جن کا نام ان کے دادا کی مناسبت سے عبدالرشید غازی رکھا گیا تھا ذرا مختلف طور طریقوں کے ساتھ سامنے آئے۔ سب سے پہلے تو عبدالرشید نے کسی قسم کی دینی تعلیم حاصل کرنے سے انکار کر دیا۔ داڑھی نہ رکھنے کا فیصلہ کیا اور مسجد و مدرسے کو خیرباد کہہ کر قائداعظم یونیورسٹی میں انٹرنیشنل ریلیشنز میں ایم۔اے کرنے کے لئے داخلہ لے لیا۔ وہ پینٹ شرٹ پہنتے اور مخلوط محفلوں میں شرکت کرتے۔ والد ان کی غیر شرعی طرز زندگی سے اتنے نالاں ہوئے کہ وصیت نامے میں اپنے مدارس اور مساجد پر مبنی جائیداد کا بلاشرکت غیر مالک اپنے بڑے بیٹے کو بنا ڈالا۔ عبدالرشید غازی نے امتیازی نمبروں سے ایم اے کی ڈگری لینے کے بعد سرکاری ملازمت کی ٹھانی اور 1989ء میں وزارت تعلیم میں سترہ گریڈ کے افسر لگ گئے۔ یہاں سے ڈیپوٹیشن پر اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو کے اسلام آباد دفتر میں چلے گئے جہاں کئی سال خدمات انجام دیں۔ ان کی شادی بھی مری کے ایک متمول اور نسبتاً آزاد خیال گھرانے میں ہوئی۔ ان کی زوجہ آج بھی اسلام آباد کی سڑکوں پر اپنی سسرالی روایات کے خلاف گاڑی ڈرائیو کرتی نظر آتی ہیں۔ والد کے قتل نے عبدالرشید غازی کو بدل کر رکھ دیا۔ رفتہ رفتہ انہوں نے مسجد اور مدرسے کے معاملات میں دلچسپی لینا شروع کی اور چہرے پر داڑھی نمودار ہونا شروع ہو گئی۔ سرکاری ملازمت بہرحال چلتی رہی۔ بڑے بھائی نے ان کی بدلتی سوچ کی حوصلہ افزائی کی اور مدرسے اور مسجد میں اپنا نائب اور جانشین مقرر کر دیا۔ عبدالرشید غازی پہلی بار منظر عام پر سال دو ہزار ایک میں اس وقت آئے جب ملک کی مذہبی جماعتوں نے امریکی حملے کے خلاف افغانستان کے دفاع کے لئے ایک تنظیم کا اعلان کیا۔ عبدالرشید غازی جو کہ اب اچانک مطلوبہ مذہبی تعلیم اور ڈگری نہ ہونے کے باوجود مولانا ہو چکے تھے مولویوں کے اس اتحاد کے مرکزی رہنما قرار پائے۔ حکومت کے ساتھ ان کے معاملات میں اصل خرابی اس وقت آئی جب سال دو ہزار چار میں قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن ہوا۔ دونوں طرف سے بھاری جانی نقصان کی اطلاعات آنا شروع ہوئیں تو لال مسجد سے ایک فتویٰ جاری ہوا کہ اس لڑائی میں مارے جانے والے فوجیوں کو ’ہلاک‘ جبکہ مقامی قبائلیوں اور طالبان کو ’شہید‘ کہا جائے۔ یہ تو گویا صدر جنرل پرویز مشرف اور ان کی افواج کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہوا کیونکہ فوجی جوانوں کا جانی نقصان سرکاری اندازوں سے بڑھتا جا رہا تھا۔ نتیجتاً حکومت نے ایک روز اعلان کیا کہ عبدالرشید غازی اسلام آباد اور راولپنڈی میں یوم آزادی کے موقع پر متعدد اہم سرکاری عمارات پر بم دھماکوں کے منصوبے میں ملوث پائے گئے ہیں۔ غازی صاحب زیر زمین چلے گئے اور حکومت نے ان کی ’بارود سے بھری گاڑی‘ میڈیا والوں کے سامنے پیش کر دی۔ اس کے بعد درون پردہ کیا ہوا، معلوم نہیں لیکن ایک روز مذہبی امور کے وزیر اعجاز الحق نے اعلان کیا کہ موصوف اس سازش میں ملوث نہیں ہیں اور دیگر ملزمان کے خلاف چالان عدالت میں پیش کر دیا گیا۔ ان ملزمان میں قبائلی علاقوں سے تعلق رکھنے والے چند افراد کے علاوہ ایک دو ازبک جنگجوؤں کے نام بھی لئے جاتے رہے۔ جن کے بارہ میں یہ تصدیق ہو چکی تھی کہ ان تمام افراد کا لال مسجد آنا جانا تھا۔ حکومت نے تحقیقات کا دائرہ وسیع کیا تو پتہ چلا کہ عبدالرشید غازی کے وزیرستان میں بسنے والے جنگجوؤں سے قریبی روابط رہے ہیں۔ مولانا کو عسکری تربیت کے عملی مظاہرے کا موقع اسلام آباد میں اس وقت ملا جب ان پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ کلاشنکوف سے ہونے والی فائرنگ سے حملہ آور بھاگ جانے پر مجبور ہوئے۔ مولانا کا یہ خاصہ ہے کہ وہ ہر وقت مسلح رہتے ہیں۔ ایک کلاشنکوف ان کی گاڑی میں، دفتر کی میز کے ساتھ اور سونے کے کمرے میں ہر وقت موجود ہوتی ہے“۔

❁❁❁❁❁❁

خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی 2008ء کے لئے دعاؤں اور عبادات کا روحانی پروگرام

1۔ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے۔ جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3۔ سورۃ فاتحہ روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں۔

4۔ ﴿رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ﴾ (البقرۃ 251)

(ترجمہ): اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

(روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

5۔ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔﴾

(آل عمران :9)

(ترجمہ): اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

6۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

(ترجمہ): اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

7۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

(ترجمہ): مَیں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا ربّ ہے ہر گناہ سے اور مَیں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔

(روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

8۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(ترجمہ): اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، اور بہت عظمت والا ہے اے اللہ رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

9۔ درود شریف روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں۔